قُلْ اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ ۚ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ ۗ وَاللّٰهُ وَاسِعٌ عَلِيْمٌ (آل عمران 74)

روزنامہ

# الفضل لندن

مدیر ابو سعید

Online Edition

بدھ 6 مئی 2020ء | 12 رمضان 1441 ہجری قمری | جلد:2 | شمارہ: 109


## ارشاد باری تعالیٰ

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

يٰۤاَيُّهَا النَّاسُ قَدْ جَآءَتْكُمْ مَّوْعِظَةٌ مِّنْ رَّبِّكُمْ وَ شِفَآءٌ لِّمَا فِي الصُّدُوْرِ ۙ وَ هُدًى وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ ﴿۵۸﴾

(یونس:58)

ترجمہ: اے انسانو! یقیناً تمہارے پاس تمہارے ربّ کی طرف سے نصیحت کی بات آچکی ہے اِسی طرح جو (بیماری) سینوں میں ہے اس کی شفا بھی۔ اور مومنوں کے لئے ہدایت اور رحمت بھی۔

## فرمانِ رسول ﷺ

### نماز تہجد کا طریق

ابو سلمہ بن عبدالرحمٰن نے حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے پوچھا کہ رمضان میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی نماز (تہجد) کیسی ہوتی تھی؟ حضرت عائشہؓ نے فرمایا: رسول اللہ ﷺ رمضان اور غیر رمضان میں گیارہ رکعتوں سے زیادہ نہ پڑھتے تھے۔ چار رکعتیں پڑھتے تھے اور ان کی خوبی اور لمبائی نہ پوچھے ۔ پھر چار رکعتیں پڑھتے اور ان کی خوبی اور لمبائی نہ پوچھے۔ پھر تین رکعتیں پڑھتے۔

(بخاری،کتاب التہجد،باب قیام النبی صلی اللہ علیہ وسلم باللیل فی رمضان: 1147)

## فرمان خلیفہ وقت

### دعاؤں کی خاص ضرورت

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’پاکستان میں جماعت کے حالات کا ہر ایک کو علم ہے۔ آئے دن کوئی نہ کوئی مقدمہ یا کسی بھی طریق سے تنگ کرنے کی کارروائی بعض حکومتی کارندوں کی طرف سے یا مولویوں کی طرف سے ہوتی رہتی ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے شر سے ہر پاکستانی احمدی کو بچا کر رکھے۔ اسی طرح ملک کے جو سیاسی حالات ہیں ان میں حکومت بھی اپنی طرف سے توجہ ہٹانے کے لئے بعض کمزوروں کو یا اقلیتوں کو بعض ذریعوں سے اور مختلف گروہوں کے ذریعہ سے یا مختلف لوگوں کے ذریعوں سے یا حملوں کے ذریعوں سے نقصان پہنچانے کی کوشش کر سکتی ہے اور خود ہی ایسی حرکتیں کروا کر پھر اس کے بعد law and order قائم کرنے کے نام پر یہ لوگ مزید ایسے قانون بناتے ہیں تاکہ اپنی مرضی کے قانون چلا سکیں اور اپنی حکومت یا کرسی کو مضبوط کر سکیں۔ بہرحال یہ خبریں آجکل وہاں میڈیا میں بھی نکل رہی ہیں۔ اس بات کی کیا حقیقت ہے یہ تو اللہ بہتر جانتا ہے لیکن ایسے مکر یہ سیاسی حکومتیں ماضی میں کرتی رہی ہیں اس لئے دعاؤں کی خاص ضرورت ہے۔‘‘

(خطبہ جمعہ 30جون2017ء)

## حضرت سلطان القلمؑ کے رشحات قلم

### عبادات مالی و عبادات بدنی

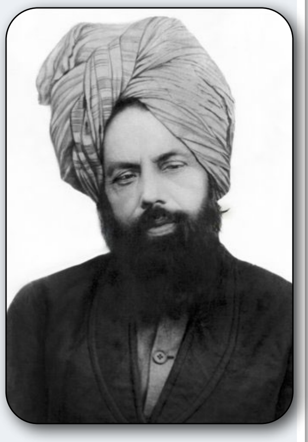

حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں۔

’’خدا تعالیٰ کے احکام دو قسموں میں تقسیم ہیں۔ایک عباداتِ مالی، دوسرے عباداتِ بدنی۔عباداتِ مالی تو اُسی کے لئے ہیں جس کے پاس مال ہو اور جن کے پاس نہیں وہ معذور ہیں اور عباداتِ بدنی کو بھی انسان عالم جوانی میں ہی ادا کر سکتا ہے ورنہ ساٹھ سال جب گزرے تو طرح طرح کے عوارضات لاحق ہوتے ہیں ۔ نزول الماء وغیرہ شروع ہو کر بینائی میں فرق آجاتا ہے۔(کسی نے) یہ ٹھیک کہا ہے کہ پیری وصد عیب-اور جو کچھ انسان جوانی میں کر لیتا ہے اس کی برکت بڑھاپے میں بھی ہوتی ہے اور جس نے جوانی میں کچھ نہیں کیا اُسے بڑھاپے میں بھی صدہا رنج برداشت کرنے پڑتے ہیں۔

موئے سفید از اجل آرد پیام

انسان کا یہ فرض ہونا چاہئے کہ حسبِ استطاعت خدا کے فرائض بجا لاوے۔روزہ کے بارے میں خدا تعالیٰ فرماتا ہے۔وَاَنۡ تَصُوۡمُوۡا خَيۡرٌ لَّـكُمۡ (البقرۃ: 185)

یعنی اگر تم روزہ رکھ بھی لیا کرو تو تمہارے واسطے بڑی خیر ہے۔‘‘

(ملفوظات جلد دوم ص562)

## اس شمارہ میں


- اداریہ۔رمضان اور نماز باجماعت
- آنحضرت ﷺ کی پاکیزہ خلوت
- رمضان۔ قسمتیں سنوارنے والا مہینہ
- رمضان المبارک اور عہدِ وفا
- آخری الارم
- مطالعہ کتب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اہمیت
- بھلوال ضلع سرگودھا کے صحابہ حضرت مسیح موعودؑ
- اخلاص و محبت کی پُرانی یادیں
- (نظم) زمانے کو محمد ﷺ کی قیادت کی ضرورت ہے
- طہارت و پاک دامنی
- کھجور سے افطار کے فوائد
- 1953ء کی کارروائی کا ایک اہم حصہ پوشیدہ کیوں ؟
- کورونا وبا اور خوراک انڈسٹری کا بحران

اداریہ

# رمضان اور نماز باجماعت

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے۔

یَا أَيُّهَا النَّاسُ اعْبُدُوا رَبَّكُمُ الَّذِي خَلَقَكُمْ وَالَّذِينَ مِنْ قَبْلِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُونَ (البقرة 22)

اے لوگو! تم عبادت کرو اپنے رب کی جس نے تمہیں پیدا کیا اور ان کو بھی جو تم سے پہلے تھے تا کہ تم تقوی اختیار کرو۔

حدیث میں آتا ہے کہ

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ اِنَّ لِکُلِّ شَیْئٍ بَابًا وَ بَابُ الْعِبَادَۃِ اَلصِّیَامُ

(جامع الاحادیث حدیث نمبر18617)

آنحضور ﷺ نے فرمایا ہے! یقیناً ہر چیز کا ایک دروازہ ہوتا ہے اور عبادت کا بھی ایک دروازہ ہے اور وہ دروازہ روزے ہیں۔

عبادت کے معنی تابع ہو کر اعلیٰ ہستی کے تعلق میں سر گرمی دکھانے، اس کی اطاعت میں اپنے وجود کو لگا دینے اور اس کی مہربانیوں اور احسانوں کا شکریہ ادا کرنے کے لئے اس کے حضور جھک جانے کے ہیں۔

## ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ

عبادت کا بہترین ذریعہ اللہ تعالیٰ نے ایک مسلمان کو روزانہ پانچ نمازوں کی ادائیگی بتایا ہے اور اس بارہ میں خداتعالیٰ نے قرآن کریم میں بے شمار جگہ حکم فرمایا ہے بلکہ قرآن کریم کی ابتداء میں ہی یہ بتا دیا کہ ایک متقی کی نشانی اللہ تعالیٰ پر ایمان کے بعد یہ ہے کہ وہ باقاعدہ نماز کا حق ادا کرنے والا ہو۔اور نماز کا حق ادا کرنا کیا ہے؟ نماز کا حق یہ ہے کہ اس کے مقررہ اوقات پر ادا کی جائے یعنی جہاں مسجد یا نماز سنٹرز ہوں وہاں جا کر باجماعت نماز ادا کی جائے۔ کسی دنیاوی کام کو کرنے کے لئے نمازوں کو جمع کرنے کی کوشش نہ کی جائے۔

(خطبات مسرور جلد6ص164)

ایک حدیث میں آتا ہے کہ نماز عبادت کا مغز ہے پس اس مغز کو حاصل کرنا ایک مومن کا مطمح نظر ہونا چاہئے۔ یہ عادت جو آپ کو اس ٹریننگ کیمپ میں پڑ رہی ہے اسے ہمیشہ جاری رکھیں۔ گھر کے کاموں میں، اپنی تجارتوں میں یا کھیل کودمیں مشغول ہو کر اپنے اس پیدائش کے مقصد کو کہیں بھول نہ جائیں۔(خ م جلد6ص164) فرمایا! ہر وہ انسان جو اللہ تعالیٰ کا عبادت گزار بندہ بننا چاہتا ہے، اس کا قرب حاصل کرنا چاہتا ہے، اپنے آپ کو اور اپنی نسلوں کو پاک رکھنا چاہتا ہے، شیطان کے حملوں سے بچانا چاہتا ہے تو اس کے لئے ایک ہی ذریعہ ہے کہ اللہ کی عبادت کی طرف توجہ دے۔ اور اس کے لئے سب سے ضروری چیز نماز باجماعت کی ادائیگی ہے۔

(مورخہ 14جنوری2005ء)

عبادات کو بہتر اورخوبصورت بنانے اور نفس کشی میں نماز تہجد کے قیام کی بھی ایک خاص اہمیت رہی ہے۔نماز تہجد کی اہمیت قرآن کریم میں ہےاور اسی طرح احادیث اور سنت سے بھی اس کی اہمیت بہت زیادہ نظر آتی ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اور خلفاء اور بزرگانِ سلسلہ کا بھی یہی طریق رہا ہے اور امسال مجلس شوریٰ 2018ء میں نماز تہجد کے حوالہ سے تجویز ہے کہ جماعت کی روحانی تربیت کے لئے قیام تہجد کے پروگرام بنائے جائیں۔نماز تہجد رمضان المبارک کا خاص حسن ہیں۔ حضرت عائشہ سے پوچھا گیا کہ آپ ﷺ کیسے رمضان میں عبادت فرماتے تھے ؟ فرمایا، حضورؐ رمضان میں اور رمضان کے علاوہ ایام میں بھی گیارہ رکعتوں سے زائد(تہجد) نہیں پڑھتے تھے۔ آپؐ چار رکعات ادا فرماتے۔"وَلَا تَسْئَلْ عَنْ حُسْنِہِنَّ وَ طُوْلِہِنَّ" اور تم ان رکعتوں کے حسن اور لمبائی کے متعلق نہ پوچھو ( یعنی میرے پاس الفاظ نہیں کہ حضورؐ کی اس لمبی نماز کی خوبصورتی بیان کروں)۔ پھر اس کے بعد ایسی ہی لمبی اور خوبصورت چار رکعات اور ادا فرماتے اور پھر تین وتر آخر میں پڑھتے تھے ۔ یعنی کل گیارہ رکعات)۔(بخاری کتاب الصوم)

آج خدا تعالیٰ نے ایک موقع فراہم کیا ہے۔ آج اللہ کے محبوب نبی ﷺ کے اسوہ پر عمل کرنے کا اور اس کے عاشق صادق کے اس ارشاد "ہماری جماعت کوچاہیے کہ وہ تہجد کی نماز کو لازم کر لیں۔ جو زیادہ نہیں وہ دو ہی رکعت پڑھ لے"(ملفوظات جلد 2 ص 182) پر عمل کرنے کا سنہری موقع ہے۔

## ارشادات حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ

- (ایک) بات رمضان کے روزوں کے سلسلہ میں جو قادیان میں رائج دیکھی۔وہ یہ تھی کہ روزہ شروع ہونے سے پہلے بچوں کواس وقت نہیں اٹھاتے تھے کہ صرف کھانے کا وقت رہ جائے بلکہ لازماً اتنی دیر پہلے اٹھاتے تھے کہ کم سے کم دو چار نوافل بچہ پڑھ لے اور مائیں کھانا نہیں دیتی تھیں بچوں کو جب تک پہلے وہ نفل سے فارغ نہ ہوجائیں ۔سب سے پہلے اٹھ کر وضو کرواتی تھیں اور پھر وہ نوافل پڑھاتی تھیں تا کہ ان کو پتہ لگے کہ اصل روزہ کا مقصد روحانیت حاصل کرنا ہے ۔ تہجد پڑھیں، قرآن کریم کی تلاوت کریں پھر وہ کھانے پہ بھی آئیں۔

(خطبہ جمعہ 30مئی1986ء)

- "رمضان شریف تمام عبادتوں کا خلاصہ ہے، رمضان شریف تمام عباداتوں کا ارتقاء ہے، رمضان شریف انسان کو اس مقصد کی طرف لے جاتا ہے جس کی خاطر انسان پیدا کیا گیا ہے یہ انسان کو بنی نوع انسان کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے۔ اور اللہ کے حقوق ادا کرنے میں بھی درجہ کمال تک پہنچاتا ہے۔ اس کے باوجود بڑے ہی بد قسمت ہوں گے وہ لوگ جو رمضان کو پائیں اور خالی ہاتھ اس میں سے نکل جائیں۔ رمضان کی برکتوں میں سے ہو کے نکلیں لیکن یہ پانی ان کو چھوئے اور چکنے گھڑے کی طرح ویسے کے ویسے وہاں سے آگے چلے جائیں"

(خطبات طاہر جلد 2 صفحہ 326-327)

فرمایا: اے احمدی ! اِس رمضان کو فیصلہ کُن رمضان بنا دو ۔اس الٰہی جہاد کے لئے تیار ہو جاؤ مگر تمہارے لئے کوئی دنیا کا ہتھیار نہیں ہے ۔دنیا کے تیروں کا مقابلہ تم نے دعاؤں کے تیروں سے کرناہے۔ یہ لڑائی فیصلہ کُن ہو گی لیکن گلیوں اور بازاروں میں نہیں، صحنوں اور میدانوں میں نہیں ، بلکہ مسجدوں میں اس کا فیصلہ ہونے والا ہے۔راتوں کو اُٹھ کر اپنی عبادت کے میدانوں کو گرم کرو اور اِس زور سے اپنے خدا کے حضور آہ وبکا کرو کہ آسمان پر عرش کے کنگرے بھی ہلنے لگیں۔ مَتٰی نَصۡرُاللّٰہ کا شور بلند کردو۔خدا کے حضور گریہ وزاری کرتے ہوئے اپنے سینے کے زخم پیش کرو ، اپنے چاک گریبان اپنے رَبّ کو دکھاؤ اور کہو کہ اَے خدا! قوم کے ظلم سے تنگ آکے مرِے پیارے آج شورِ محشر ترے کوچہ میں مچایا ہم نے پس اِس زور کا شور مچاؤ اور اس قُوّت کے ساتھ مَتٰی نَصۡرُ اللّٰہِ کی آواز بلند کرو کہ آسمان سے فضل اور رحمت کے دروازے کُھلنے لگیں اور ہر دروازے سے یہ آواز آئے۔اَلَا اِنَّ نَصۡرَاللّٰہِ قَرِیۡب اَلَا اِنَّ نَصۡرَاللّٰہِ قَرِیۡبٌ،اَلَا اِنَّ نَصۡرَاللّٰہِ قَرِیۡب اَلَا اِنَّ نَصۡرَاللّٰہِ قَرِیۡب سنو سنو ! کہ اللہ کی مدد قریب ہے ۔اے سننے والوسنو !کہ خدا کی مدد قریب ہے۔اے مجھے پکارنے والوسنو! کہ خدا کی مدد قریب ہے اور وہ پہنچنے والی ہے۔"

(خطبات طاہر جلد2صفحہ 349)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ ہمیں اس رمضان میں اپنے پیاروں کی طرح دعائیں کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنا حقیقی عبادت گزار بندہ بنائے۔۔۔ اللہ تعالیٰ ہم پر رحم فرمائے، فضل فرمائے اور ہمیں ہماری زندگیوں میں احمدیت یعنی حقیقی اسلام کی فتوحات کی اور دنیا پر غالب آنے کے نظارے دکھائے۔ اے اللہ! اس رمضان کی برکات سے ہمیں بے انتہاء حصہ دے۔ ہر شر سے ہمیں محفوظ رکھ اور اپنے رحمت اور فضل کی چادر میں ہمیں ہمیشہ لپیٹے رکھ۔آمین

(خطبات مسرور جلد اول ص433تا448)

(ابو سعید)

********

تبرکات

مولانا ابو العطاء جالندھری مرحوم

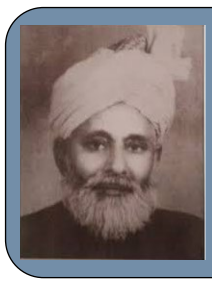

# آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاکیزہ خلوت

## نبوت اور خلوت

انبیاء علیہم السلام کی بے لوث فطرت اور پاکیزہ سرشت نمودونمائش کی خواہش سے مبرّا ہوتی ہے۔ وہ اہل دُنیا اور ان کی مدح و ثنا کو محض بے حقیقت سمجھتے ہیں۔ ان کی نگاہ اسی ذات پر ہوتی ہےجو ذرّہ ذرّہ کی عالم اور جس کی تعریف، حقیقی تعریف ہوتی ہے۔ سو وہ فنا کے سمندر میں غوطہ زن ہوتے ہیں۔نفسانیت کو ہٹا کر، انانیّت کو کچل کر صرف آستانۂ الوہیت پر ناصیہ فرسا ہو جاتے ہیں۔تب رحمتِ خداوندی جوش مارتی ہے اور اُن کے دامن کو اپنےافضال سے بھر دیتی ہے۔ بلکہ آسمانی خزانوں کی چابی اُن کو دی جاتی ہے ۔جس پر وہ کھولتے ہیں۔ اُس کے لئے آسمانی دروازے کھولے جاتے ہیں اور جس پر وہ بند کرتے ہیں ،وہ شقاوت سے حصہ پاتا ہے۔ اسی لئے فرمایا ۔

و قد غوّصتُ فی بحر الفناء
فعُدتُ و فی یدی ابھی اللآلی

انبیاء کرام کی سوانح حیات پر ایک نگاہ ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ انتہائی طورپر خلوت پسند ہوتے ہیں۔ دُنیا کی شہرت و عزت کو عار خیال کرتے ہیں۔ وہ دُنیا کی طرف منہ نہیں کرتے ،جب تک کہ قدرت کا زبردست ہاتھ مجبور کر کے اُن کو باہر نہیں لاتا۔ بیشک وہ بنی نوع انسان کے سب سے بڑے ہمدرد اور خیر خواہ ہوتے ہیں۔ مگر چونکہ اُنہیں اس خیرخواہی پر کوئی صلہ مطلوب نہیں ہوتا اس لئے عزلت نشینی کی مضطربانہ دُعاؤں اور خالقِ کلّ سے کامل وابستگی کی خاطر وہ زاویہ نشین ہو جاتے ہیں اور اسی طریق پر کارفرما رہتے ہیں ۔ تا وقتیکہ اُنہیں ندائے آسمانی ''قُمۡ فَاَنۡذِرۡ'' کا ارشاد نہیں فرماتی۔ گویا خلوت اور نبوت کا نہایت گہرا تعلق ہوتا ہے۔ غرض ہر نبی کا یہی مقولہ ہوتا ہے۔ ؎

ابتدا سے گوشۂ خلوت رہا مجھ کو پسند
شہرتوں سے مجھ کو تھی نفرت ہر اک عظمت سے عار

## خلوت کی زندگی پر تبصرہ کی اہمیت

انسانی زندگی کے دو بڑے پہلو ہوتے ہیں۔ اول وہ جس میں انسان عام دُنیا کی نظروں کے سامنے ہوتا ہے اوردُنیا کی تعریف و مذمت کا نشانہ بنتا ہے ۔ دوم جب اُس کے اعمال کے دیکھنے والوں کا دائرہ نہایت محدود ہوجاتا ہے ۔ بلکہ بعض اوقات تو انسانوں میں سے کوئی بھی اس کے ساتھ نہیں ہوتا ۔ صرف ''خدادیکھتا ہے'' کا زبردست یقین اُس کے کاموں پر حکمرانی کرتا ہے۔ اوّل الذکر پہلو جلوت اور مؤخرالذکر حصہ کو خلوت سے موسوم کیا جاتا ہے ۔

ظاہر ہے کہ ہر شخص اپنی جلوت کو پاکیزہ اور جلی بنانے یا کم از کم پاکیزہ دِکھانے کی کوشش کرے گا اور کرتا ہے تااُسے لوگوں کی نظر میں وقار اور عزت حاصل ہو۔بسا اوقات بڑے بڑے بدقماش انسان بھی اپنے آپ کو فرشتہ سیرت ظاہر کرتے ہیں۔

ع اے بسا ابلیس آدم روئے ہست

مگر بہت کم ہیں جو اپنی اصلاح کی فکر کرتے ہیں اور دل پاک بناکر خلوت کی زندگی کو بھی مطہر بناتے ہیں۔ علماءِ بدکردار کے حق میں ایک بزرگ فرما گئے ہیں۔ ؎

واعظاں کیں جلوہ بر محراب و ممبر میکنند
چوں بخلوت می روندآں کاردیگر می کنند

اصل نیک وہی ہےجس کا دل بھی پاک ہو اور خلوت و جلوت میں ہر وقت پاکیزگی اس کا شیوہ ہو۔ ''سَرِیۡرَتُہٗ خَیۡرٌ مِّنۡ عَلَانِیَتِہٖ'' کا نمونہ ہو۔انسان ظاہرداری کی خاطر بہت حد تک بلندآہنگ دعاوی کے لئے اخلاق و اعمال میں بھی تصنّع اور بناوٹ اختیار کر لیتا ہے۔ مگر خلوت کی زندگی ایسی ہے جو انسان کے ظاہر کی گواہ اوراُس کے قلبی اعتقادات کی شاہد ہوتی ہے۔ پس خلوت کی زندگی پر غور کرنا نہایت اہم اور ضروری پہلوہے۔

## خلوت نبوی اور تاریخ

ہادیانِ مذاہب میں سے سراپا حمد یعنی حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ہی ذات ستوودہ صفات ہے۔جن کی زندگی کے نمایاں کارناموں بلکہ آپ کی ہر حرکت و عمل سے صفحاتِ تاریخ مزیّن ہیں ۔ دُشمن اور دوست آپ کے افعال کے شاہد ہیں اور اپنے اوربیگانے آپؐ کے ثناخواں ۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی یہ امتیازی صفت اور بھی روشن ہو جاتی ہے جبکہ ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ آپؐ کی خلوت کا بھی بیشتر علم تاریخی طور پر موجود ہے۔میں نے جہاں تک غور کیا ہے اس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو یگانہ پایا ہے۔ دُنیا میں بہت سے ایسے مذاہب ہیں جن کے بانیوں کا تا حال نام و پتہ بھی متعین نہیں ا ور اہمیت کے لحاظ سے تو کسی بھی بانیٔ مذہب کو بانیٔ اسلام سے مساوات حاصل نہیں۔پس اسلام کو نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی تاریخی شخصیت پر بجا فخرحاصل ہے اور اس کا اہم ترین پہلو آپ کی خلوت کا تذکرہ ہے۔

## خلوت نبویؐ کابہترین معیار

انسان کے کام خواہ کتنے ہی نہاں در نہاں اور سات پَردوں میں کیوں نہ ہوں مگر ایک علیمِ کلّ ہستی موجود ہے۔ جس کے سامنے کوئی راز نہیں۔ اس لئے انسان کے مخفی اعمال کے جانچنے کے لئے اللہ تعالیٰ کا اُس سےمعاملہ اور سلوک بہترین گواہ ہوسکتا ہے۔کیونکہ ناپاک دل نصرتِ الٰہی کے مورد نہیں بن سکتے۔ بلکہ اُن کی موت ذِلت اور حسرت کی موت ہوتی ہے اوراُن کے مقاصد کبھی پورے نہیں ہوتےاور اُنہیں کامیابی حاصل نہیں ہوتی۔ اس کھلی شہادت ِ آسمانی کے لحاظ سے جب دیکھا جاتا ہے تو معاندین کو بھی عظمتِ نبوی کے سامنے سر تسلیم خم کرنا پڑا ہے۔ مشہور ہندو لالہ شام لال جی ایڈیٹر اخبار '' گورو گھنٹال'' نے بھی اپنی کتاب ''مذہبی دُنیا کے نَو ریفارمر'' میں اعتراف کیا ہے۔

'' محمد( صلی اللہ علیہ وسلم )کو اپنی زندگی میں ہی وہ کامیابی حاصل ہوئی جس کی مثال اس وقت دُنیا میں ملنی مشکل ہے۔''
(صفحہ 172)

جس کے بالفاظ دیگر یہ معنے ہیں کہ جس قدر تائید ایزدی حضور علیہ السلام کے شاملِ حال ہوئی، وہ کسی دوسرے نبی کو حاصل نہیں ہوسکی اور یہ امر حضورؐکی پوشیدہ زندگی کو نہایت روشن کردیتا ہے اور آپ کو پاکبازوں اور مزکّی نفوس کی صف میں سب سے اول نمبر پر لا کھڑا کرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ آسمانی نداء نے باآوازِ بلند اعلان کردیا۔ ''پاک محمدؐ مصطفےٰ نبیوں کاسردار''

## آنحضرت ﷺ کی خلوت کی اقسام

نبی کریمؐ کی خلوت مختلف حصوں پر منقسم ہے۔

(1) وہ زمانہ حیات جو حضور کی گھریلو زندگی سے موسوم ہے ،وہ بھی خلوت کی زندگی ہے۔

(2) وہ اوقات جن میں حضور بعض حوائج کے پورا کرنے کے لئے لوگوں سے علیحدگی اختیار فرماتے تھے۔

(3) عموماً رات کی تاریک گھڑیوں میں حضور کی عابدانہ مصروفیتیں۔

(4) انسانی آبادی سے دُور تیرہ و تاریک غاروں میں حضور کی خلوت اور تنہائی کے اوقات۔

## پہلی خلوت

اوّلُ الذِّکر خلوت کا بیان دیگر عنوانات کے ضمن میں آچکا ہو گا اور اس کی تفصیل کے لئے یہ جگہ ناکافی ہے ۔مختصر یوں سمجھئے کہ ہم آپ کو اس زندگی میں نہایت سادہ اور خوش خُلق معاون اور بہترین خاوند کی حیثیت میں پاتے ہیں اور آپ اپنی بیویوں کے کام کاج میں اُن کا ہاتھ بٹاتے تھے اور اپنی ضروریات کو خود پورافرماتے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں۔کَانَ بَشَرًا مِّنَ الۡبَشَرِ یَفۡلِیۡ ثَوۡبَہٗ وَ یَحۡلُبُ شَاتَہٗ وَیَخۡدُمُ نَفۡسَہٗ (شمائل ترمذی ص 24)

کہ اندرون خانہ حضورؐ کو کپڑے درست کرنے اور بکریاں دوہنے اور دیگر کاموں کے کرنے سے حجاب نہ تھا ۔ خودحضورؐ نے ارشادفرمایا۔خَیۡرُکُمۡ خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِہٖ وَ اَنَا خَیۡرُکُمۡ لِاَھۡلِیۡ
(ترمذی جلد 2 ص 229)

اے لوگو ! تم میں سے نیک وہی ہے جو اپنے گھر والوں سے نیک سلوک کرتا ہے اور میں تم میں سے اپنے اہل سے زیادہ اچھا سلوک کرنے والا ہوں ۔

حضرت عائشہ صدیقہؓ سے حضورؐ کے اخلاق کے بارے میں پوچھا گیاتوآپؓ نے نہایت جامع جواب دیا یعنی کَانَ خُلُقُہُ الۡقُرۡآن کہ حضورؐ کے خصائل واطوار قرآن مجید کی عملی تصویر تھے۔ یہی پاکیزہ طریق تھا جس نے حضور علیہ السلام پر ایمان لانے والوں میں سب سے پہلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا جیسی محرم راز کوتیار کیا اور دیگر اقارب کو دین حق میں داخل ہونے کی توفیق حاصل ہوئی۔

آنحضرت ﷺ کے متعلق مسز اینی بسینٹ نے کیا خوب کہا۔

اس حالت کا تصور کیجئے جبکہ صرف اُن کی بیوی ہی اُن پر ایمان لائیں ہیں ۔ اس کے بعد نہایت قریبی رشتہ دار اُن پر ایمان لائے ہیں۔ اس بات سے محمدؐ کی نسبت کچھ کچھ پتا لگتا ہے ۔ ایک ایسے مجمع میں سےپَیروحاصل کرلینا آسان امر ہے۔ جو آپ کو نہیں جانتا جو آپؐ کوصرف پلیٹ فارم پر دیکھتا ہے ۔جو آپؐ کی صرف لکھی لکھائی تقریریں سنتا ہے۔ یا آپؐ کو بعض سوالات کا جواب دینے کی حالت میں دیکھتا ہے لیکن اپنی بیوی اپنی بیٹی اوراپنے داماد اور دیگر قریبی رشتہ داروں کی نظر میں نبی بنا یہ فی الحقیقت نبی بننا ہے اور یہ ایک ایسی فتح ہے جو حضرت مسیحؑ کو بھی نصیب نہ ہوئی۔
( رسالہ نظام المشائخ دہلی جلد14 نمبر4-5)

غرض آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گھر کی زندگی نہایت پاکیزہ اور مطّہر تھی جس کے لئے قولی و عملی شہادت موجودہے۔ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جوحضورؐسےپندرہ برس بڑی تھیں،آپؐ کی پہلی زندگی کے کمال پاکیزہ ہونے کی گواہی دی ہے۔

اِنَّكَ لَتَصِلُ الرَّحِمَ وَتَحۡمِلُ الۡكَلَّ وَ تَكۡسِبُ الۡمَعۡدُومَ وَتَقۡرِیُٔ الضَّيۡفَ وَتُعِيۡنُ عَلٰى نَوَائِبِ الۡحَقِّ۔
(صحیح بخاری،کتاب الوحی باب کیف کان بدءُ الوحی الی رسول اللہ ﷺ)

## دوسری خلوت

ذکر خدا آنحضرت ﷺ کی غذا روحانی تھی ۔ ہر لمحہ ہر ساعت آپؐ یادِ خدا میں مشغول ہوتے تھے۔ آپؐ کی رفیق زندگی حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کَانَ یَذۡکُرُ اللّٰہَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ کہ حضورؐ ہر وقت اللہ تعالیٰ کو یاد رکھتے تھے۔ آپؐ کی بےشمار دُعائیں جو آپؐ نے مختلف اوقات میں بارگاہِ ایزدی میں کیں۔ آپؐ کے قلبی جذبات کی شاہد ہیں۔ آپؐ نے بارہا خلوت کی مبارک گھڑیوں میں اپنے خالق کو مخاطب کیا اور عرض معروض کی۔ وہ پاک الفاظ آج بھی انسانی بدن کے رونگٹے کھڑے کر دیتے ہیں۔ جنگِ بدرکے شروع ہونے سے پہلے حضورؐ نے جبینِ نیاز کو خاک پر رکھ کر عرض کیا۔ اَللّٰھُمَّ اِنۡ

أَهْلَكْتَ هٰذِهِ الْعِصَابَةَ فَلَنْ تُعْبَدَ فِي الْأَرْضِ اَبَدًا اے خدا ! اگر آج تُو نے اس گروہِ مومنین کو تباہ کروا دیا۔ تو کون دُنیا میں تیری عبادت کرے گا۔

ایک دوسرے موقع پر فرمایا اَللّٰھُمَّ أَنْتَ رَبِّي لَا إِلٰهَ إِلَّا أَنْتَ خَلَقْتَنِي وَأَنَا عَبْدُكَ وَأَنَا عَلَى عَهْدِكَ وَوَعْدِكَ مَا اسْتَطَعْتُ أَعُوْذُبِكَ مِنْ شَرِّ مَا صَنَعْتُ أَبُوْءُ لَكَ بِنِعْمَتِكَ عَلَيَّ وَاعْتَرَفْتُ بِذُنُوبِي إِنَّهُ لَا يَغْفِرُ الذُّنُوبَ إِلَّا أَنْتَ

اے خدا ! تُو ہی میرا رب ہے۔ تیرے سوا کوئی قابل عبادت نہیں ۔تُو نے مجھے پیدا کیا اور میں تیرا بندہ ہوں اور اپنی طاقت کے مطابق تیرے عہد اور وعدہ پر قائم ہوں ۔اپنے کاموں کے خراب پہلو سے تیری پناہ چاہتا ہوں ۔ تیرے احسانوں کا معترف اور اپنی کوتاہیوں کا اقراری ہوں ۔تیرے سوا کوئی پردہ پوش نہیں۔

ہچو قسم کی مختلف دُعائیں ہیں ۔جن سے حضور علیہ السلام کی خشیت و تضرّع کا اندازہ ہوسکتا ہے ۔حضور جب قضاء حاجت کے لے تشریف لے جاتے تو دُعا پڑھتے اَللّٰھُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ اے خدا! میں ہر مادی و روحانی گند سے تیری پناہ چاہتا ہوں۔ جب حضورؐ تھوڑی دیر کے لئے بسترِ استراحت پر جاتے تو وضو کرتے اور فرماتے بِاسْمِكَ رَبِّي وَضَعْتُ جَنْبِي وَبِكَ أَرْفَعُهُ فَإِنْ أَمْسَكْتَ نَفْسِي فَارْحَمْهَا وَإِنْ أَرْسَلْتَهَا فَاحْفَظْهَا بِمَا تَحْفَظُ بِهِ عِبَادَكَ الصَّالِحِينَ اے میرے ربّ! تیرے نام سے میں سوتا ہوں اور تیرے حکم سے بیدار ہوں گا ۔اگرتو میرے نفس کو روک رکھے۔ تو اس پر رحم کراور اگر اُسے بھیجے تو نیکوکاربندوں کی طرح اس کی حفاظت فرما ۔

پھراس قسم خلوت میں میاں بیوی کے تعلقات کا وقت لوگوں کے لئے عام طور پر نفسانی جوشوں کے غلبہ کا وقت ہوتا ہے اور بہت ہیں جو نفس امارہ سے مغلوب ہوکر خدا بلکہ دُنیا کی شرم و حیا سے بھی غافل ہوجاتے ہیں ۔مگر وہ مقدّسین کا سردار جس نے فرمایا تھا قُرَّةُ عَيْنِي فِي الصَّلوٰةِ (بخاری)یادِ خدا سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوتی ہیں۔ اس خلوت کے موقع پر بھی دُعا کرتا ہے اور دوسروں کواس کے پڑھنے کی تلقین فرماتا ہے اَللّٰھُمَّ جَنِّبْنَا الشَّيْطَانَ وَجَنِّبِ الشَّيْطَانَ مَا رَزَقْتَنَا

اے خدا ! ہم (میاں بیوی) کو شیطان اور گندے خیالات سے بچا اور ہمارے بچے کو بھی شیطانی اثرات سے محفوظ رکھ ۔

پس نبی کریم ﷺ کی خلوت کا یہ پہلو بھی نہایت نمایاں اور واضح ہے۔

## آنحضرت ﷺ کی رات

سیّدالانبیاء کی شبانہ عبادت کے متعلق بہت کچھ لکھا جا سکتا ہے۔ مگر اس کے لئے الگ عنوان مقرر ہے۔ قرآن مجید میں جسے دُشمنان اسلام آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خود ساختہ کلام قرار دیتے ہیں۔( نعوذباللہ منہ ) ارشاد ہوتا ہے إِنَّ نَاشِئَةَ اللَّيْلِ هِيَ أَشَدُّ وَطْأً وَأَقْوَمُ قِيلًا(المزمل)رات کی بیداری اور ریاضات شاق نفس کشی کا بہترین ذریعہ ہیں اور اس طریق سے کلام میں تاثیر پیدا ہوتی ہے۔ اس لئے تم رات کا بیشتر حصہ عبادت الٰہی میں گزارا کرو۔ خود حدیث صحیح میں افضل العبادت کے متعلق نبی پاکؐ نے فرمایا اَلصَّلوٰةُ وَالنَّاسُ نِيَامٌ کہ بہترین عبادت یہ ہے کہ انسان اس وقت نماز پڑھے جبکہ اہلِ دُنیا خوابِ غفلت میں ہوتے ہیں۔

ان ارشادات سے عیاں ہے کہ حضور علیہ السلام کی رات کیسی ہوگی مختصر طور پر حضرت ابوہریرہؓ کے لفظوں میں یوں پڑھ لیجئے ۔كَانَ رَسُولُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ يُصَلِّي حَتَّى تَوَرَّمَ قَدَمَاهُ قَالَ فَقِيلَ لَهُ تَفْعَلُ هٰذَا وَقَدْ جَاءَكَ أَنَّ اللّٰهَ تَعَالَى قَدْ غَفَرَ لَكَ مَا تَقَدَّمَ مِنْ ذَنْبِكَ وَمَا تَأَخَّرَ قَالَ أَفَلَا أَكُونُ عَبْدًا شَكُورًا۔ رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم اس قدر نمازیں پڑھتے تھے کہ حضور کے پاؤں پر ورم آ جاتا تھا۔عرض کیا جاتاکہ جب ذات باری نے آپ کو معصوم بنایا ہے تو پھر اس قدر عبادت کی کیا ضرورت ہے ۔آپؐ نے فرمایا ۔کیا میں اپنے آقا کا شکر گزار بندہ نہ بنوں؟

## غاروں والی خلوت

بانی اسلام علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اپنی قوم کی نظروں میں جو عزت و توقیر حاصل تھی اُسے دیکھتے ہوئے آنحضرت ﷺ کی خلوت پسندی نہایت قابلِ تعریف جوہر بن جاتی ہے۔ ایک راندۂ خلق انسان اگر زاویہ نشین ہو جائے تو اور بات ہے لیکن جسے خاص و عام سر آنکھوں پر بٹھاتے ہوں ۔اُس کااس طرح تنہائی اختیار کرنا یقیناً جذبہٗ للّٰہیت کا زبردست ثبوت ہے۔ سرورِ کائنات کے وجود باجود نے دو مشہورغاروں کو زینت بخشی ہے۔ زمانہ نبوت سے قبل کی زندگی میں جس کی پاکیزگی کے متعلق فَقَدْ لَبِثْتُ فِيكُمْ عُمُرًا مِّنْ قَبْلِهِ ۭ أَفَلَا تَعْقِلُونَ (یونس: 17) میں کھلے طور پر چیلنج کیا گیا ہے۔ حضورؐ نے کوہ نور کے غار حرا کی تاریک جگہ میں بہت عرصہ کنج خلوت اختیار کیا۔ بخاری شریف میں لکھا ہے۔

حُبِّبَ إِلَيْهِ الْخَلَاءُ فَكَانَ يَخْلُو بِغَارِ حِرَاءٍ فَيَتَحَنَّثُ فِيهِ وَهُوَ التَّعَبُّدُ اللَّيَالِيَ ذَوَاتِ الْعَدَدِ قَبْلَ أَنْ يَنْزِعَ إِلَى أَهْلِهِ وَيَتَزَوَّدُ لِذٰلِكَ ثُمَّ يَرْجِعُ إِلَى خَدِيجَةَ فَيَتَزَوَّدُ لِمِثْلِهَا حَتّٰى جَاءَهُ الْحَقُّ ( صحیح بخاری جلد 1 ص 3)

آنحضرت کو خلوت پر بہت پسند تھی ۔آپؐ غارِ حرا میں کئی کئی راتوں تک بغرض عبادت اختیار فرماتے اور اس عرصہ کے لئے کھانا گھر سے لے جاتے ۔ جب وہ کھانا ختم ہوجاتا ۔واپس آکر پھر توشہ لے جاتے۔ آپؐ اسی طرح کیا کرتے یہاں تک کہ آپؐ پر حق کھل گیا اور وحی لے کر فرشتہ آپؐ کے پاس حاضر ہو گیا

ایک غیر مسلم مصنف پرکاش دیوجی لکھتے ہیں۔

’’محمدؐ صاحب کا دل اپنے ملک کو تاریکی اور جہالت میں ڈوبا ہوا دیکھ کر بے انتہا کُڑھتا اور دُکھتا تھا۔ وہ بت پرستی کودیکھ کر بہت گھبراتے تھے ۔ عورتوں کا حالِ زار اور معصوم لڑکیوں کو زندہ درگور ہوتے ہوئے دیکھ کر اُن کا جگر پاش پاش ہوتا تھا مگر کچھ کر نہ سکتے تھے۔ ایسے ایسے واقعات سے گھبرا کر وہ اکثر تنہائی میں رہتے اور اُن کے دفیعہ کی تدبیریں سوچتے رہتے تھے ۔اُن کا معمول تھا کہ ہر سال رمضان کا مہینہ غارِ حرا میں رہ کر خدا کی یاد میں بسر کرتے اور جو کوئی بھولا بھٹکا مسافر ادھر جا نکلتا اُس کی رہنمائی اوردستگیری کرتے ۔خدا سے ہمیشہ یہ دُعا مانگتے کہ کسی طرح اُن کا ملک چاہِ جہالت سے نکلے۔اور خدا کی بارگاہ میں سربسجود روتے ۔آخر کار جوئندہ یابندہ الہام الٰہی کا چشمہ اُن کے دل میں پھوٹا اور نورِ خداوندی کا چمکارا چمکا ۔

(سوانح عمری حضرت محمدؐ صاحب ص 28)

حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اسی واقعہ ایمان پرور کا بدیں الفاظ ذکر فرمایا ہے ۔

اندراں وقتیکہ دُنیا پُر ز شرک و کفر بُود
ہیچ کس را خوں نہ شد دل جز دلِ آں شہریار
کس چہ میداند کہ ازاں نالہ ہا باشد خبر
کاں شفیعے کرد از بہر جہاں در کنج غار
من نمیدانم چہ دردے بود و اندوہ و غمے
کاندراں غارے در آوردش حزین و دلفگار
نے ز تاریکی توحّش نے ز تنہائی ہراس
نے ز مُردن غم نہ خوفِ کژدم و نے بیمِ مار

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نوعِ انسان کا بہترین خیر خواہ ہونے کے لئے یہ واقعہ زبردست دلیل ہے۔خود باری تعالیٰ فرماتا ہے لَعَلَّكَ بَاخِعٌ نَّفْسَكَ أَلَّا يَكُونُوا مُؤْمِنِينَ کہ تُو ان کے کفر و شرک کے غم میں اپنی جان کو ہلکان کر رہا ہے۔ نسلِ انسان کا سب سے بڑا غمخوار غارِ حرا میں ظلمت و بُت پرستی کے خلاف آہ و پُکار بلند کرتا ہے۔ اس حقیقی گریہ وبُکا کی عرش تک رسائی ہو جاتی ہے اور اُسے گوہرِ مقصود حاصل ہو جاتا ہے۔ آپؐ غارِ حرا سے آتے ہیں۔ مگر خدا تعالیٰ کا ضیاءِ قلبِ کلام آپؐ کے ساتھ ہوتا ہے۔

وہ غارِ حرا سے سوئے قوم آیا
اور اک نسخۂ کیمیا ساتھ لایا

اس منور کلام نے عالم کو بقعۂ نور بنادیا اور ہر سعید فطرت انسان کے لئے گوناگوں روحانی دلچسپیوں کا موقع فراہم کردیا ۔

اس جگہ یہ ذکر کرنا بے جا نہ ہوگا کہ آسمانی نوشتوں میں قدیم سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت کوفاران کے پہاڑ سے قراردیاگیاہے۔ لکھا ہے۔

’’خداوند سینا سے آیا اور شعیر سے اُن پر طلوع ہوا ۔فاران ہی کے پہاڑ سے جلوہ گر ہوا۔ دس ہزار قدّوسیوں کے ساتھ آیا ۔‘‘
( استثناء 2/33)

اُوپر کی آیت میں آنحضرت ﷺ کی جلوہ گری کو الٰہی تجلّی قرار دیا ہے۔ جس سے آنحضرت ﷺ کی کمال پاکیزہ زندگی پر دلالت کرانا مقصود ہے۔کیا یہ عجیب بات نہیں کہ سرورِ کائنات روز اول سے ہی شیطانی تصرّف سے پاک تھے ۔ غارِ حرا میں آپ کے سامنے طبیعت ملکیہ کی مناسبت کی وجہ سے فرشتہ ہی آیا۔ شیطان کو گمراہ کرنے کے لئے سامنے آنے کی بھی جرأت نہ ہوئی۔ مگر مسیحؑ جیسا اُولوالعزم نبی چالیس روز تک متواتر شیطان کا تختۂ مشق بنا رہا۔ لوقاکی انجیل میں لکھا ہے۔

’’یسوع روح القدس سے بھرا ہوا یردؔن سے لوٹا اور چالیس دن تک روح کی ہدایت سے بیابان میں پھرتا رہا اور ابلیس اُسے آزماتا رہا ........جب ابلیس تمام آزمائشیں کر چکا تو کچھ عرصے کے لئے اُس سے جدا ہوا ۔‘‘ (باب 4 آیت 1-12 )

اس اقتباس سے حضرت مسیحؑ کی قوت قدسیہ عیسائی مسلمات کی رُو سے ظاہر ہے کہ غارِ حرا کا خلوت پسند نہ صرف خود شیطانی وساوس سے تا ابد محفوظ قرار پایا بلکہ آپ کے متّبعین کو بھی شیطان کُش طاقت دی جاتی ہے۔

اگر خواہی نجات از مستیٔ نفس
بیادر ذیلِ مستانِ محمدؐ

غارِ حرا کی خلوت کے اثرات نہ مٹ سکنے والے ہیں۔ دُنیا ان گہرے نقوش کو ناپید نہیں کرسکی اور نہ کر سکتی ہے ۔ مگر اس کے علاوہ ایک دوسرے غارِ ثور کو بھی حضور علیہ السلام کی قدم بوسی کا فخر حاصل ہے۔آنحضرت ﷺ نے جب مشیّت ایزدی کے ماتحت اپنے وطن مالوف سے ہجرت فرمائی تو آپؐ کو کئی دنوں تک غارِ ثور میں پناہ گزین ہونا پڑا۔ دُشمن چاروں طرف سے غار کا احاطہ کئے ہوئے ہیں۔ خون کے پیاسے درندوں کی مانند یورش کرتے آرہے ہیں ۔آپ کا جانباز رفیق سیدنا ابوبکرؓ آنحضرت ﷺ کی جان کو خطرہ میں پا کر گھبرا جاتا ہے ۔ مگر وہ ثبات و استقلال کا پہاڑ نہایت یقین اور اطمینان سے فرماتا ہے لَا تَحْزَنْ إِنَّ اللّٰهَ مَعَنَا (توبہ : 41) مت غم کرو ۔اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ دُشمن ناکام و نامراد واپس ہو جاتے ہیں اور حضورؐ اپنے آئندہ بننے والے وطن کی طرف بالامن وامان روانہ ہو جاتے ہیں۔

یہ ایک عجیب اتفاق ہے کہ نبوت کے مکی و مدنی دور کی ابتداء غاروں کی خلوت سے ہی ہوئی ہے اورحضور کی روحانی و دُنیاوی ترقیات کا آغاز بھی اسی خلوت سے لازم نظر آتا ہے جس میں اس امر کی طرف اشارہ ہے کہ حضور کی خلوت نہایت پاکیزہ اور عظیم الشان طور پر نتیجہ خیز تھی۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلٰى آلِهٖ وَبَارِكْ وَسَلِّمْ

(ماخوذ از الفضل 31 مئی 1929ء)

# رمضان۔ قسمتیں سنوارنے والا مہینہ

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ فرماتے ہیں۔
حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اقتباس ہے۔
آپ فرماتے ہیں۔

حدیث شریف میں آیا ہے کہ دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں ایک وہ جس نے رمضان پایا پھر رمضان گزر گیا اور اس کے گناہ بخشے نہ گئے اور دوسرا وہ جس نے والدین کو پایا اور والدین گزر گئے اور گناہ بخشے نہ گئے۔

یہ جو دوقسم کے انسانوں کا ذکر ہے دراصل یہ اللہ کے تعلق میں لازمًا یہی مضمون ہے جو رمضان کے ساتھ گہرا تعلق رکھتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کے حوالے سے یہی مضمون ہے جو رمضان کے حوالے سے سمجھانا بہت ضروری تھا۔ اور حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ جو بات بیان فرمائی ہے کہ والدین کو پایا اور گناہ بخشے نہ گئے اسی حالت میں رمضان گزر گیا یہ بہت ہی گہرا نکتہ ہے جس کا قرآنی تعلیم سے تعلق ہے۔ قرآن کریم فرماتا ہے۔

قُلۡ تَعَالَوۡا اَتۡلُ مَا حَرَّمَ رَبُّکُمۡ عَلَیۡکُمۡ اَلَّا تُشۡرِکُوۡا بِہٖ شَیۡئًا ۚ وَّبِالۡوَالِدَیۡنِ اِحۡسَانًا تو کہہ دے کہ آؤ میں تمہیں وہ بات بتاؤں جو خدا تعالیٰ نے حرام کر دی ہے تم پر۔ ایک یہ کہ خدا کا شریک نہیں ٹھہرانا۔ اپنی عبارت کو اسی کے لئے خالص کر لو۔ دوسرا یہ کہ ماں باپ سے لازماً احسان کا سلوک کرنا ہے اور ماں باپ کی نافرمانی کر کے خدا کی ناراضگی نہ کما بیٹھنا۔ تو شرک کا مضمون خدا تعالیٰ نے اس طرح بیان فرمایا کہ میرا شرک کرو گے تو یہ بہت ہی بڑا گناہ ہو گا۔ حرام کر دیا ہے تم پر۔ لیکن ماں باپ سے جو احسان کرو گے وہ میرا شریک بنانا نہیں ہے۔ شرک سے نیچے نیچے اگر کسی کی عظمت خدا تعالیٰ نے قائم فرمائی ہے تو وہ ماں باپ کے حقوق کی ادائیگی ہی نہیں اس سے بڑھ کر ان سے حسن سلوک کرتا ہے۔

پس حضرت رسول اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو یہ فرمایا کہ رمضان شریف میں دو آدمی بڑے بدقسمت ہیں جو نہ خدا کو پاسکیں نہ ماں باپ کا کچھ کر سکیں رمضان گزر جائے اور ان دو پہلوؤں سے ان کے گناہ نہ بخشے گئے ہوں تو یہ دو الگ الگ چیزیں نہیں ایک دوسرے کے ساتھ مربوط چیزیں ہیں۔ وجہ یہ ہے کہ اللہ کا سب سے بڑا احسان ہے اور اس احسان میں اور کوئی شریک نہیں ہے۔ یعنی اس نے آپ کو پیدا کیا اس نے سب کچھ بتایا اور ماں باپ بھی اس میں شریک ہو ہی نہیں سکتے کیونکہ ماں باپ کو بھی اسی نے بنایا اور ماں باپ کو جو کوئی توفیق بخشی آپ کو پیدا کرنے کی وہ اسی نے پیدا کی ہے، اپنے طور پر تو کوئی کسی کو پیدا کر ہی نہیں سکتا اپنے زور سے۔ ایک معمولی سا خون کا لوتھڑا بھی انسان پیدا نہیں کر سکتا اگر خدا تعالیٰ نے اس کو ذرائع نہ بخشے ہوں۔

تو پہلا مضمون یہ ہے کہ اللہ خالق ہے اس لئے اس کا شریک ٹھہرانے کا کسی کو کوئی حق نہیں ہے۔ اور سب سے بڑا ظلم ہے کہ خدا جس نے سب کچھ بنایا ہو اس کو نظرانداز کر کے نعمتوں کے شکریے دوسروں کی طرف منسوب کر دیئے جائیں۔ پھر اس تخلیق کا اعادہ ماں باپ کے ذریعے ہوتا ہے اور پھر ماں باپ کے ساتھ آپ کا وجود بنتا ہے۔ اگر ایک تخلیق کو پیش نظر رکھتے ہوئے آپ احسان کا سلوک کریں گے تو جو عظیم خالق ہے لازماً اس کے لئے بھی دل میں امتنان اور احسان کے جذبات زیادہ زور کے ساتھ پیدا ہوں گے اور پرورش پائیں گے۔ پس یہ دو مضمون جڑے ہوئے ہیں۔

جو ماں باپ کے احسان کا خیال نہیں کرتا اور جواباً ان سے احسان کا سلوک نہیں کرتا اس سے یہ توقع کر لینا کہ وہ اللہ کے احسانات کا خیال کرے گا یہ بالکل دور کی کوڑی ہے۔ پس ماں باپ کا ایک تخلیقی تعلق ہے جسے اس مضمون میں ظاہر فرمایا گیا ہے۔ اور رمضان مبارک میں اللہ تعالیٰ نے رمضان کا مقصد خدا تعالیٰ کو پانا قرار دے دیا ہے اور خدا تعالیٰ کو حاصل کرنا بنیادی مقصد بیان فرمایا ہے۔ پس اس تعلق سے حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جو سب سے زیادہ قرآن کا عرفان پلائے گئے۔ آپ نے یہ مضمون ہمارے سامنے اکٹھا پیش کیا کہ رمضان کی برکتوں سے فائدہ اٹھاتے وقت ہر قسم کے محسنوں کا احسان اتارنے کی کوشش کرو۔ ماں باپ کا احسان تو تم اتار سکتے ہو ان معنوں میں کہ تم مسلسل ان سے احسان کا سلوک کرتے رہو، عمر بھر کرتے رہو۔ اگر احسان نہ بھی اترے تو کم سے کم تم ظالم اور بے حیا نہیں کھلاؤ گے۔ تمہارے اندر کچھ نہ کچھ یہ طمانیت پیدا ہوگی کہ ہم نے اتنے بڑے محسن اور محسنہ کی کچھ خدمت کر کے تو اپنی طرف سے کوشش کر لی ہے کہ جس حد تک ممکن تھا ہم احسان کا بدلہ اتاریں۔ اللہ تعالیٰ کے احسان کا بدلہ نہیں اتارا جا سکتا اور ایک ہی طریق ہے کہ ہر چیز میں اپنی عبادت کو اسی کے لئے خالص کرلو، اس کا کوئی شریک نہ ٹھہراؤ۔‘‘

(خطبہ جمعہ فرمودہ 17 جنوری 1997ء بحوالہ الفضل انٹرنیشنل)

## قطعات

کچھ سمجھ آتا نہیں یارو ہمیں
کس قدر تکلیف دہ حالات ہیں
لگتا ہے ناراض ہے ہم سے خدا
تم بتاؤ کیا یہ سچی بات ہے

-------------

نمازیں پڑھو اور دعائیں کرو
جھکو ہر گھڑی التجائیں کرو
بڑھیں گے ہمارے قدم دم بدم
مگر شرط یہ ہے وفائیں کرو

خواجہ عبدالمومن۔ناروے

# اے اللہ! ’’کن‘‘ کرو نا

نعیمہ شاہین ۔جرمنی

اِنَّمَاۤ اَمۡرُہٗۤ اِذَاۤ اَرَادَ شَیۡئًا اَنۡ یَّقُوۡلَ لَہٗ کُنۡ فَیَکُوۡنُ (یٰسٓ: 83)

اس کا صرف یہ حکم کافی ہے کہ جب وہ کسی چیز کا اردہ کرے وہ اسے کہتا ہے ہو جا بس وہ ہونے لگتی ہے اور ہو کر رہتی ہے۔

آج پوری دنیا میں ایک بلا ایک وبا کرونا کا خوف غالب ہے کوئی تبصرہ کر رہا ہے یہ امریکہ کی کارستانی ہے، کوئی چائنہ کی شرارت کہہ رہا ہے اور کچھ خوف خدا رکھنے والے یہ بھی کہہ رہے ہیں کہ یہ اللہ کا عذاب ہے۔ دنیا کے اکثر لوگ غفلت میں پڑے ہیں اور ہم اللہ تعالیٰ کے احکامات کو بھولے ہوئے ہیں۔ ایک بڑی آبادی شرک میں ڈوبی ہوئی ہے اللہ تعالیٰ نے اپنی سنت کے مطابق انسانوں کی اصلاح کے لئے اپنے رحم سے اس عالم کے لئے جو نُور نازل کیا ہے اس کی روشنی سے حصہ پانے کی بجائے اس نُور کے منار (حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام ) کی مخالفت پر تُلی ہوئی ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے ہر طرح سے کھول کھول کر دنیا کو پکارا کہ میں اللہ کی طرف سے ہوں خوشخبریاں بھی دیں اور انذار بھی کئے اور زمین پر طرح طرح کی بلاؤں کا ذکر بھی کیا ۔دنیا پر کوئی بھی رحمت نازل ہو یا عذاب نازل ہو’’ کن‘‘ وہی ذات کہتی ہے۔

اس مضمون کا عنوان ’’اے اللہ ’’کن ’’کرو نا‘‘ اللہ تعالیٰ سے ایک فریاد ہے اس پہلے ’’کن‘‘کرونا کے بہاؤ میں سب دجل اللہ تعالیٰ بہا کر لے جائے اور دوسرا ’’کن‘‘ اس کی رحمت کا ’’کن‘‘ہو جس کے سایہ کے نیچے ساری دنیا آ جائے اور ہم حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا یہ شعر گنگناتے پھریں۔؎

جو دور تھا خزاں کا وہ بدلا بہار سے
چلنے لگی نسیم عنایات یار سے

اب یہ بہار کیسے آنی ہے؟ یہ تب آ سکتی ہے جب ہم پیارے حضور حضرت خلیفہ المسیح الخامس ایدہ اللہ کی اس نصیحت پر عمل کریں جو ہمارے پیارے حضور نے مسند خلافت پر تشریف فرما ہوتے ہی جو صدا لگائی وہ یہ تھی کہ’’احباب جماعت سے صرف ایک درخواست ہے کہ آجکل دعاؤں پہ زور دیں، دعاؤں پہ زور دیں،دعاؤں پہ زور دیں بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں، بہت دعائیں کریں۔اللہ تعالیٰ اپنی تائید و نصرت فرمائے اور احمدیت کا یہ قافلہ اپنی ترقیات کی طرف رواں دواں رہے ۔آمین‘‘

حضور انور ہمیں ہماری توجہ دعاؤں کی طرف پھیرنے کی ہدایت فرماتے رہتے ہیں۔ پچھلے دنوں بھی پیارے حضور انور نے ایک مجلس میں ایک سوال کے جواب میں فرمایا کہ مجھے بتلایا گیا ہے بلکہ آواز دے کر بتلایا گیا ہے کہ اگر سب احمدی مل کر تین دن رات دعائیں کریں تو دنیا کے حالات بدل جائیں گے۔

آج کل لوگ گھروں میں مقید ہیں ،زیادہ تر دنیا کے کاروبار بھی بند ہیں ۔حضور انور کی ہدایت پر عمل کرنے کے لئے وقت میسر ہے ہر کوئی ڈرا ہوا بھی ہے۔ہر کوئی اللہ اللہ کر رہا ہے۔ حضرت خلیفہ المسیح الرابعؒ کا مصرعہ یاد آ رہا ہے۔ ؎ رت بنی خوب آہ و فغاں کے لئے

سوچ میں آ رہا تھا کہ ہم اتنے کمزور ہیں، گناہگار ہیں پھر بھی پیارے حضور احباب جماعت کو دعاؤں کی تلقین فرماتے رہتے ہیں۔ تو یہ سوچ آئی ہم جتنے کمزور احمدی ہیں ہم مشرک نہیں ہیں ہم حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ کی اُمت میں سے ہیں اور اللہ کے فضل سے وقت کے مسیحا حضرت اقدس مسیح موعودؑ پر بھی ہمارا ایمان ہے۔ ہماری کمزوریوں کے باوجود اللہ تعالیٰ ہماری پکار سن لے گا۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو پیارے حضور انور کی نصیحتوں پر عمل کی توفیق دے آمین

پیارے اللہ جی! اب اہل زمین پر دوسرا کن کرو نا ،کرو نا ، کرو نا
حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے چند دعائیہ اشعار پر اس تحریر کو سمیٹتے ہیں۔

میرے زخموں پر لگا مرہم کہ میں رنجور ہوں
میری فریاد سن میں ہو گیا زارو نزار
اب نہیں ہیں ہوش اپنے ان مصائب سے بچا
رحم کر بندوں پہ اپنے تا وہ ہوویں رستگار
اک نشاں دکھلا کہ اب دیں ہو گیا ہے بے نشاں
اک نظر کر اس طرف تا کچھ نظر آوے بہار

مظفر احمد دُرانی

# رمضان المبارک اور عہدِ وفا

ماہِ رمضان کے روزے اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض قرار دیئے گئے ہیں جو کہ تقوٰی کے حصول اورآفات و مصائب سے بچاؤکا ذریعہ ہیں۔ یہی وہ مبارک مہینہ ہے جس میں قرآن کریم کے نزول کا آغاز ہوا، جو از خود ہدایت و فلاح کا منبع ہے۔آنحضرت ﷺ نے جہاں اس ماہِ مبارک کو رحمتوں، برکتوں اور مغفرت کا مہینہ قرار دیا ،اسے امن و آشتی کا گہوارہ شمار کیا وہاں اپنے عمل سے اس مہینہ کی برکات و افضال کو سمیٹنے کا اسوہ قائم کیا۔اور باقی دنوں سے بڑھ چڑھ کر حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کے درس دیئے اور کمرِ ہمت کسے رکھی۔

یہ مہینہ اللہ تعالیٰ سے لو لگانے اور اس کا قرب حاصل کرنے کے مواقع کے حصول کا بہترین وقت ہے۔یہی وہ مبارک ایام ہیں جن میں انسان طرح طرح کے روحانی مجاہدات کے ذریعہ اپنے نفس کی اصلاح کرتا اور تقوٰی اللہ کی منزلیں عبور کرتا ہے۔ اور اپنے مولیٰ کی محبت و عشق میں فنا ہوتا چلا جاتا ہے۔ رمضان المبارک قربانیوں کا بھی مہینہ ہے جس میں انسان اپنے محبوب خدا کی خاطر کھانے، پینے اور خواہشات و جذبات تک کی قربانی کرتا ہے۔گویا ایک مومن کو اس بات کی ٹریننگ دی جاتی ہے کہ ان چھوٹی چھوٹی قربانیوں کے بعد اگر بڑی بڑی قربانیاں دینے کا وقت اور مطالبہ آیا تو وہ اس سے بھی پیچھے نہیں ہٹے گا۔جماعتِ احمدیہ کی سرشت اور خمیر میں دوسروں کی ہمدردی و خیر خواہی اور قیامِ امن کا جذبہ کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ اپنے قوم، ملک اور ایمان کے لئے قربانیاں دینا ہماری ترجیح بن چکا ہے۔ بڑی سے بڑی مصیبت اور آزمائش کو مسکراتے ہوئے برداشت کر جانا ، ہر طرح کی تنگ نظری اور تعصب کا شکار ہونے اور اپنے حقوق کی پامالی کے باوجود پُر امن رہنا بانی جماعت احمدیہ کی صداقت و کامیابی کی دلیلِ بیّن ہے، جبکہ حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا: ؎

گالیاں سُن کر دعا دو پا کے دُکھ آرام دو
کبر کی عادت جو دیکھو تم دکھاؤ انکسار

اب جبکہ قربانیوں کا مبارک مہینہ آچکا ہے اور دشمن ہمارے خون کا پیاسا ہونے کی وجہ سے اس کا مطالبہ بھی کر رہا ہے۔ من گھڑت تعلیم اور فتوے سنا سنا کر عوام الناس اور بے قابو لوگوں کو مشتعل کر رہا ہے۔ تو آیئے ایسے حالات میں ہم اپنے مولیٰ کی گود میں پناہ لیں اور دل کی گہرائیوں سے اس سے قربانیوں کا عہدِ وفا باندھیں۔سیدنا حضرت خلیفۃالمسیح الرابع رحمہ اللہ تعالیٰ نے ایسے ہی حالات میں اورایسے ہی مبارک دنوں میں جماعت کو قربانیوں کے لئے تیار کرتے ہوئے فرمایا۔

’’یہ رمضان ہمارے لئے ایک بہت بڑی اور خاص نعمت بن کر آیا ہے۔ کیونکہ یہ وہ دور ہے جس میں احمدیت کے دشمنوں نے اپنے غیض و غضب کے سارے دروازے ہماری طرف کھول دیئے ہیں۔ یہ وہ دور ہے جس میں احمدیت کے معاندین ایک پُر امن ملک میں کھلے بندوں یہ تعلیم دے رہے ہیں کہ....جماعت کا ایک فرد بھی باقی نہ رہنے دو، اس ملک میں خون کی ندیاں بہا دو یہاں تک کہ ایک احمدی بھی دیکھنے کو نہ ملے۔ یہ تعلیم کھلم کھلا دی جا رہی ہے۔ اس موقع پر رمضان المبارک ہمارے لئے اللہ کی رحمتوں کے دروازے کھولنے کے لئے آیا ہے۔ رمضان ہمارے لئے یہ پیغام لے کر آیا ہے کہ پہلے بھی خدا دعائیں سنا کرتا تھا لیکن اب تو اور بھی تمہارے قریب آگیا ہے۔ وہ تم پر رحمت کے ساتھ جھک رہا ہے۔دعائیں سننے کے سارے دروازے کھل چکے ہیں ۔ تمہاری ہر آہ و پکار آسمان تک پہنچے گی۔ کوئی ایسی آواز نہیں ہو گی جو تمہارے دل سے اُٹھے اور اللہ کے عرش کو ہلا نہ رہی ہو۔

پس رمضان شریف رحمتوں کا پیغام لے کر آیا ہے ۔ اگر خدا کی نافرمانی کے دروازے کھولے جا رہے ہیں تو اللہ کی فرمانبرداری کے دروازے آپ کو امن کی دعوت دیتے ہوئے وا ہو رہے ہیں اور آپ کو اپنی طرف بلا رہے ہیں۔ مخالفت کے ہر موقع پر جماعت کو انتہائی صبر کا نمونہ دکھانا چاہئے۔ ساری دنیا میں ایک بھی احمدی ایسا نہیں ہونا چاہئے خواہ وہ بچہ ہو یا بڑا ہو، مرد ہو یا عورت ہو جو بے صبری کا ایک معمولی سا بھی مظاہرہ کرے۔

دنیا میں قوموں نے پہلے بھی قربانیاں دی ہیں اور خدا کے نام پر تو قربانی دینا الٰہی قوموں کے مقدر میں لکھا ہوا ہے۔ ادنیٰ ادنیٰ ،ذلیل ذلیل قومیں جو خدا کے تصور سے بھی نا آشنا ہیں بلکہ خدا کی ہستی کے خلاف علمِ بغاوت بلند کرتی ہیں وہ ادنیٰ پیغامات کے لئے بڑی بڑی قربانیوں سے دریغ نہیں کرتیں۔ ہم تو اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے، اللہ کے نام اور اس کی عظمت کی خاطر اور محمد رسول اللہ ﷺ کے قدموں سے وابستہ رہنے کے لئے بدرجہ اولیٰ قربانیاں دیں گے۔ اس لئے اگر ہم میں سے ہر ایک کاٹا جائے اور پھینکا جائے تو اس کی کوئی پرواہ نہیں کریں گے۔ پس اگر دینِ حق کی زندگی ہماری ظاہری موت کا تقاضا کرتی ہے تو اے اللہ! ہم مرنے کے لئے حاضر ہیں...پچھلی جنگِ عظیم میں روس نے جو قربانی دی ہے وہ بڑی حیرت انگیز ہے۔ روس کا ایک کروڑ سپاہی میدانِ جنگ میں مارا گیا اور ایک کروڑ غیر سپاہی اس جنگ میں کام آیا۔ پس اگر دنیا والے دنیا کی خاطرایک کروڑ سپاہی میدانِ جنگ میں کٹوا سکتے ہیں تو محمد رسول اللہ ﷺ کے دیوانوں کے لئے ایک کروڑ جانیں فدا کرنا کون سا مشکل کام ہے۔ بڑی ہی غلط فہمی کا شکار ہیں وہ لوگ جو یہ سمجھتے ہیں کہ ہمیں ڈرا کر ہمیں غلبۂ دینِ حق کی مہم سے ہٹا دیں گے ۔وہ نہیں جانتے کہ ہم کس سرشت کے لوگ ہیں، کس خمیر سے ہماری مٹی اُٹھائی گئی ہے۔حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے عشق سے ہمارا خمیر گوندھا گیا ہے۔اللہ کی محبت اور اس کی اطاعت ہمارے رگ و ریشہ میں رچی ہوئی ہے، اس لئے دنیا کا کوئی خوف ہمیں ڈرا نہیں سکتا۔ ایک کروڑ احمدی خدا کے نام پر مرنے کے لئے تیار ہیں ۔ ہمیں یقین ہے کہ اگر ایک کروڑ احمدیوں کو دشمنی سے مار دیا جائے تو اللہ تعالیٰ کروڑ ہا کروڑ ایسے بندے پیدا کر دے گا جو احمدیت کی طرف منسوب ہونے میں فخر سمجھیں گے اور احمدیت کے لئے مزید قربانیاں دینے کے لئے تیار ہوں گے، اس لئے یہ سودا نقصان کا سودا نہیں ہے۔ مگر میں آپ کو بتا دیتاہوں کہ وہ لوگ جو خدا کی خاطر مرنے کے لئے تیار ہو جایا کرتے ہیں، اللہ ان کو مرنے نہیں دیا کرتا، آج تک کبھی ایسا نہیں ہوا۔ وہ قومیں جو اپنے اندر قربانی کی روح پیدا کر لیتی ہیں وہ زندہ رکھی جاتی ہیں اور ہمیشہ کی زندگی پانے والی قومیں بن جاتی ہیں۔ ہمیشہ سے یہی ہوتا چلا آیا ہے اور یہی ہوتا رہے گا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ

پس یہ رمضان المبارک بہت برکتوں والا مہینہ ہے، بہت بروقت آیا ہے۔ ایک طرف مخالف خوف و ہراس پھیلانے کی کوشش کر رہا ہے، دوسری طرف اللہ تعالیٰ کی رحمت کے دروازے کھل رہے ہیں اور حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی یہ پیاری آواز ہمارے کانوں میں گونج رہی ہے کہ جس کی زندگی میں یہ مہینہ داخل ہو جائے گا اللہ رحمت کے دروازے اس پر کھولتا چلا جائے گا۔پس اس مہینہ کو اپنی زندگی میں داخل کر لیں، خود اس مہینہ میں داخل ہو جائیں کیونکہ اس سے بہتر امن کی اور کوئی جگہ نہیں ۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام فرماتے ہیں: ؎

عدو جب بڑھ گیا شور و فغاں میں
نہاں ہم ہو گئے یارِ نہاں میں

یہی وہ مضمون ہے کہ عدو جب شور و فغاں میں بڑھ گیا تو ہمیں اپنے پیارے رب کے حضور پناہ ملی اور جس طرح بچہ خوف زدہ ہو کر ماں کی گود میں گھستا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ ماں اس کو چاروں طرف سے لپیٹ لیتی ہے اور کوئی وار ایسا نہیں ہو سکتا جو ماں پر پڑے بغیر بچے پر پڑ جائے...یہ رمضان ہمیں سنبھالنے اور پناہ دینے کے لئے عین وقت پر آیا ہے۔ اس لئے بہت دعائیں کریں اور خاص طور پر اپنے رب سے اس کی محبت مانگیں،اللہ کی رضا تلاش کریں،اس سے التجا کریں کہ اے خدا! ہم تیری رضا پر راضی ہیں۔جو بھی تیری رضا ہے ہمارے لئے ٹھیک ہے،لیکن ہم بہرحال تیری پناہ میں آتے ہیں۔ ہمیں لپیٹ لے، ہمیں چھپا لے، ہماری کمزوریوں سے پردہ پوشی فرما، ہماری غفلتوں کو دور فرما دے اور ہماری پناہ بن جا،ہمارے لئے قلعہ بن جا جس کے چاروں طرف تُو ہی تُو ہو اور دشمن ہم تک نہ پہنچ سکے جب تک تجھ پر حملہ آور ہو کر نہ پہنچے۔اللہ تعالیٰ ہمیں اس کی توفیق عطا فرمائے۔ اگر یہ ہو جائے تو ہم نے گویا اپنی زندگی کا مقصد پا لیا۔ جس کو خدا مل جائے اس کو پھر اور کیا چاہئے، پھر تو وہ بے اختیار یہ کہے گا۔

فَلَسْتُ اُبَا لِی حِیْنَ اُقْتَلَ مُسْلِماً
عَلٰی اَیِّ شَقِّ کَانَ لِلّٰہِ مَصْرَعِی
وَ ذَالِكَ فِی ذَاتِ الْاِلٰہِ وَاِن یَّشَأ
یُبَارِكْ عَلٰی اَوْصَالِ شِلْوٍ مُّمَزَّعِی

(صحیح بخاری کتاب المغازی باب فضل من شھد بدراً)

یعنی میں تو اپنے رب کو پا چکا ہوں اب اگر تم مجھے قتل کرتے ہو تو مجھے کیا پرواہ ہے کہ میں قتل ہونے کے بعد کس کروٹ گروں گا۔ خدا کی قسم میرا یہ مرنا اور میرا قتل ہونا محض اللہ کی خاطر ہے اور اگر وہ چاہے میرے جسم کے ٹکڑے ٹکڑے پر رحمتیں نازل فرما سکتا ہے۔

(روزنامہ الفضل 26جون 1983ء)

اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی تمام برکات سے بھرپور اور وافر حصہ پانے کی توفیق عطا فرمائے۔ جب تک اس کی رضا ہے، ہمیں اپنی حفاظت میں خوف و ہراس سے مبرّا امن والی زندگی عطا فرمائے اور جب اُس کے حضور حاضری کا وقت آجائے تو ہمیں اپنی محبت و رضا کی چادر میں لپیٹے ہوئے ایمان کی حالت میں اپنے پاس بلالے۔ اور ہمارے وہ بھائی اور پیارے جوخون کے پیاسے دشمن کی پیاس اپنے خون سے بجھاتے ہوئے ہم سے سبقت لے گئے، اللہ تعالیٰ ان سے خاص مغفرت و رحمت کا سلوک فرمائے اور ان کے اعزّہ کا حامی و ناصر اوروالی و خود کفیل ہو۔ اور بد اندیش دشمن کی بد چالیں اسی پر اُلٹائے۔ آمین

*******

مختار احمد

# مطالعہ کتب حضرت مسیح موعودؑ کی اہمیت

قرآن کریم نے آخری زمانہ کی عالمگیر نشانیاں بتاتے ہوئے ایک عظیم الشان نشانی یہ بتائی کہ وَاِذَا الصُّحُفُ نُشِرَتۡ (تکویر: 11) کہ جب کتابیں پھیلا دی جائیں گی۔ چونکہ آخری زمانہ میں حضرت امام مہدی و مسیح موعود علیہ السلام کی بعثت ہونی تھی جن کے ذریعہ اسلام نے تمام دنیا پر غلبہ پانا تھا اس کے لئے وسیع پیمانے پر ذرائع اور اسباب کا ہونا بھی ضروری تھا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے یہ سامان پید اکئے اور پریس ایجاد ہوئی تاکہ آپؑ کی تعلیم اوراسلام کی صداقت کے دلائل و براہین جلد تمام دنیا میں پھیل سکیں۔ اگر ایسا نہ ہوتا اور پُرانے زمانہ کی طرح ہاتھ سے کتب لکھی جاتیں تو ہرگز یہ پیغام اور حجت تمام دنیا کے تمام علاقوں پر نہ ہو سکتی۔ پریس کی ایجاد سے قبل سب سے زیادہ لکھی جانے والی کتاب قرآن کریم تھی۔ صحیح بخاری جو آج ہر جگہ دستیاب ہے پُرانے وقتوں میں نایاب تھی۔ بعض لوگ دعائیں کرتے تھے کہ وہ اپنی زندگی میں صحیح بخاری کا دیدار کر سکیں کیونکہ بخاری لکھنے والے بہت کم تھے۔ قلمی نسخے کمیاب ہوا کرتے تھے مگر آج اس عظیم الشان پیشگوئی کے ظہور سے تمام کتب ہر جگہ دستیاب ہیں۔ پس یہ ایجاد یقیناً حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے مشن کی تکمیل کے لئے ہوئی۔ اور آج دنیا میں جس قدر کتب شائع ہو رہی ہیں قرآن کریم اور احادیث مبارکہ کو چھوڑ کر ان میں سب سے اعلیٰ اور افضل کتب حضرت مسیح موعود کی کتب ہیں۔ جن کا مطالعہ ہر احمدی کے لئے ضروری ہے بلکہ حق کے متلاشی اور سعید فطرت لوگوں کو بھی اس روحانی مائدہ سے فیضیاب کرنے کی ضرورت ہے۔ آج اسلام کا غلبہ انھی کتب کی بدولت ہے۔ آج اسلام کی فتح انھی دلائل کے ذریعے ہے۔ آج کل چونکہ ساری دنیا کے لوگ گھروں میں وقت گزار رہے ہیں اس لئے کیا ہی نادر موقع ہے کہ ان کتب کو پڑھا جائے اور دوسروں کو بھی ترغیب دلائی جائے۔ آج ہر گھر میں جہاں نماز باجماعت ہو رہی ہے۔ قرآن کریم باترجمہ پڑھا جا رہا ہے وہاں ہر مرد و زن، بچے، جوان اور بوڑھے کے لئے لازم ہے کہ وہ باقاعدگی سے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتب کا مطالعہ کریں۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی یہ 80 سے زائد کتب تمام علوم کی حامل ہیں۔ جو روحانی خزائن کی 23 جلدوں پر مشتمل ہیں۔ سب سے چھوٹی کتاب محمود کی آمین صرف 9 صفحات کی ہے 10 کتب صرف 24 صفحات کے اندر ہیں۔ 33 کتب صرف 50 صفحات تک ہیں۔ 50 کتب صرف 106 صفحات تک ہیں۔ سب سے بڑی کتاب حقیقۃ الوحی ہے جس کے 740 صفحات ہیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام خود فرماتے ہیں۔

’’ہمارا مدعا یہ ہونا چاہیے کہ ہماری دینی تالیفات جو جواہرات تحقیق اور تدقیق سے پُر اور حق کے طالبوں کو راہ راست پر کھینچنے والی ہیں جلدی سے اور نیز کثرت سے ایسے لوگوں کو پہنچ جائیں جو بُری تعلیموں سے متاثر ہو کر مہلک بیماریوں میں گرفتار یا قریب قریب موت کے پہنچ گئے ہیں۔ اور ہر وقت یہ امر ہمارے مد نظر رہنا چاہیئے کہ جس ملک کی موجودہ حالت، ضلالت کے سَمِ قاتل سے نہایت خطرہ میں پڑگئی ہو بلا توقف ہماری کتابیں اس ملک میں پھیل جائیں اور ہر ایک متلاشی حق کے ہاتھ میں وہ کتابیں نظر آویں۔‘‘

(نزول المسیح، روحانی خزائن جلد 18 صفحہ 403)

ہمارے پیارے امام حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں۔

’’اس زمانے میں جیسا میں نے پہلے بھی کہا کہ دعاؤں کے ساتھ ساتھ حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی تفاسیر اور علم کلام سے فائدہ اٹھانا چاہیے۔ اگر قرآن کو سمجھنا ہے یا احادیث کو سمجھنا ہے تو حضرت اقدس مسیح موعودؑ کی کتب کی طرف توجہ کرنی چاہیے۔ یہ تو بڑی نعمت ہے ان لوگوں کے لئے جن کو اردو پڑھنی آتی ہے کہ تمام کتابیں اردو میں ہیں، چند ایک عربی میں بھی ہیں۔‘‘ (خطبات مسرور جلد دوم صفحہ 401)

نوشابہ واسع بلوچ۔ جرمنی

# آخری الارم

صبح صادق پیارے ابو جان کی آواز کے بعد ان کی چھڑی (لاٹھی) کی زمین پر ٹھک ٹھک کی آواز کسی الارم سے کم نہ تھی یہ آخری الٹی میٹم ہوتا کہ اب نماز کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ ابو جان کے اٹھانے کا یہ انداز آج بھی بہت یاد آتا ہے۔ اور دل بھر آتا ہے۔ وہ آج اس دنیا میں نہیں ہیں لیکن ان کی اللہ اور قرآن پاک سے محبت کے کئی مناظر آنکھوں میں تیرتے رہتے ہیں۔

آج سے 16 سال پہلے پیارے پاکستان کو الوداع کر کے ہزاروں میل دور جب جرمنی کی سر زمین پر قدم رکھا تو سب کچھ نیا اور اجنبی سا لگا۔ اپنا دیس، اس کے کھانے، اس کا ماحول سب کچھ بے حد یاد آیا تب سمندر پار اپنا دیس ایک سونے کی چڑیا کی طرح بے حد قیمتی لگا غالباً پہلی مرتبہ!

یوں تو جرمنی ایک خوبصورت ملک ہے لیکن پاکستان کا تاروں بھرا آسمان بے حد یاد آیا۔ گرمیوں میں زمین (صحن) پر چارپائی کی قطاریں اور آسمان پر ستاروں کے جُھرمٹ جرمنی کے حسین مناظر سے کہیں زیادہ اچھے لگے۔ کیونکہ ان ستاروں کی روشنی تلے میرے پیارے ابو جان بھی تھے۔ اور پھر جیسے جرمنی کی راتیں ستاروں کے بغیر بےرونق تھیں تو جرمنی کی صبحوں میں بھی نہ ابو جان کی آواز تھی نہ ان کی چھڑی کا آخری الارم تھا۔

سالوں نے باری باری ذمہ داری سنبھالی اور وقت گزرتا گیا اور جرمنی کا ماحول اجنبی نہ رہا لیکن دل والدین کی یاد میں ہمیشہ اداس رہتا۔ یہ اداسی تب دکھ میں بدلی جب میں ابو جان کو آخری سفر پر الوداع کرنے پاکستان نہ جاسکی (اللہ تعالیٰ میرے پیارے ابو جان کو جنت الفردوس میں پیاری سی جگہ عطا فرمائے۔ آمین) پھر دل کو سمجھایا کہ جب اس کائنات کی سب سے پیاری ہستی حضرت محمد مصطفی ﷺ اپنے پیارے محبوب سے ملنے اس فانی دنیا کو چھوڑ گئے تو پھر باقی سب انسانوں کی کیا حیثیت ہے۔

ابو جان کی چھڑی کی ٹھک ٹھک کی آواز تو ہمیشہ کے لئے ختم ہوگئی لیکن اس کی جگہ صبح کے وقت پرندوں کی چہچاہٹ نے لے لی۔ اور سوچنے پر مجبور کیا کہ خدا نے کتنا پیار نظام بنایا ہے کہ اس کی تخلیق کردہ ہر چیز کوئی نہ کوئی پیغام دے رہی ہے۔

پرندے انسانوں سے پہلے اپنے تخلیق کردہ کے گن گانے لگتے ہیں اور انسانوں کو اپنی پیاری پیاری چہچاہٹ سے اٹھاتے ہیں کہ اے اشرف المخلوقات اُٹھو! ہم انسانوں سے کم تر ہیں لیکن اٹھ چکے ہیں اور یہ انکا آخری الارم ہو تا ہے کہ اٹھو نماز کا وقت ہوا چاہتا ہے۔ اگر غور کریں تو جیسے ہی نماز کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور روشنی ہو جاتی ہے تو پرندوں کی آوازیں بھی کم ہو جاتی ہیں کیونکہ وہ رزق کی تلاش میں اِدھر اُدھر پرواز کر جاتے ہیں۔

پو پھٹنے کے وقت سورج بھی اپنی مدہم سی روشنی میں پیغام دیتا ہے کہ اے انسانو اٹھو! جیسے میں افق پر طلوع ہونے کی تیاری میں ہوں تم بھی نماز کے قیام سے اپنی اور اپنی نسلوں کی قسمتوں کو طلوع کرو آخر سورج بھی الارم دیتا ہوا اپنی روشنی اور حدّت بڑھانے لگتا ہے۔

اس طرح جہاں بہار کا موسم دنیا کی خوبصورتی اور رنگینیوں کی عکاسی کرتا ہے تو خزاں اس کے پیچھے اپنی بےرونقی سے الارم دیتا ہوا آتا ہے کہ اس دنیا کی رنگینیوں میں ہی نہ کھو جانا ورنہ مجھ جیسی بےرونقی مقدر ہو گی۔

سردیوں کی یخ بستہ ہوائیں جیسے ہر چیز کو منجمد کر دیتی ہیں تو گرمی کی شدت ہر چیز کو پگھلا دیتی ہے یہ گرمی کا الارم ہے کہ میری پگھلانے کی خاصیت کو الارم سمجھو اور اپنے دِلوں کو خدا اور اس کی مخلوق کے لئے نرمی اور رحم سے پُر رکھو۔

اسی طرح بیماری بھی الارم ہے کہ مجھ سے بچنا ہے تو صحت کا خیال صحت میں رکھو۔ غرض جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔

اِنَّ فِیۡ خَلۡقِ السَّمٰوٰتِ وَالۡاَرۡضِ وَاخۡتِلَافِ الَّیۡلِ وَالنَّہَارِ لَاٰیٰتٍ لِّاُولِی الۡاَلۡبَابِ (آل عمران: 191)

یقیناً آسمانوں اور زمین کی پیدائش میں اور رات اور دن کے ادلنے بدلنے میں صاحبِ عقل لوگوں کے لئے نشانیاں ہیں۔

قرآن کی ہر بات ہر زمانے کے لئے معنی خیز ہے اور بہت سے پیغامات پوشیدہ ہیں جو انسان کو بہت کچھ سوچنے پر مجبور کرتے ہیں۔

سال کے بارہ مہینے اپنے مختلف رنگ دکھاتے رہتے ہیں لیکن رمضان کا بابرکت مہینہ سارے مہینوں کا الارم ہے اپنے پہلے عشرہ سے رحمتیں نچھاور کرتا ہوا آتا ہے کہ اے مسلمانو! اگر سال بھر کوتاہیوں میں پڑے رہے ہو تو آؤ میرے دِنوں کو اچھے طریق پر بتاؤ اوراپنی پیشانیاں ٹیکتے ہوئے مغفرت کے عشرہ میں اپنے سجدوں کو آنسوؤں سے تر کرو اور اپنے رب کی مغفرت اور رحم طلب کرو۔ اور آخری عشرہ میں جاتے ہوئے پھر پکارتا ہے کہ کوئی ہے جو جہنم کی آگ سے بچنے کے لئے اپنے رب کے حضور آہ و بکا کرے اور اپنی زندگیوں کو سنوارے۔

جس طرح خدانے کائنات کی ہر چیز کو منظم کیا ایسے ہی انسانوں کو منظم رکھنے کے لئے انبیاء کرام کا سلسلہ قائم کیا۔ انبیاء کرام کی لڑی میں ہر نبی نے خود یا اپنے صحیفوں میں یہ پیغام بطور الارم دیا کہ اے لوگو! ایک عظیم نبی آئے گا اور یہ کائنات اس کے ادب میں جھکے گی وہی وجود ہے جو آخری اور مکمل ہے۔ اور یہ وجود ہمارے پیارے ہادی و رہبر آقا ومولا حضرت محمد مصطفی ﷺ ہیں جن پر لاکھوں درود و سلام۔ آپؐ نے سابقہ انبیاء کی امتوں میں موجود افراط و تفریط کو ایک کامل نظام خدا کے حکم سے دیا وہ نظام جو انسان کی طبیعت پر کسی بھی طرح گراں (بھاری) نہیں۔ نہایت آسان اور فطرت کے نزدیک یہ نظام میانہ روی کا نظام ہے جسے خدانے اسلام کے نام سے پسند کیا۔

خدا کے پیارے نبی ﷺ نے آخری الارم (تنبیہ) کے طور پر آخری خطبہ حجۃ الوداع دیا جس میں سب انسانوں کو آپس میں رہنے سہنے کی تمام اونچ نیچ کا خلاصہ بتایا اور اللہ کے پیغام کو تمام کیا کہ تمہارے لئے خدا نے دینِ اسلام پسند کیا ہے۔

اس طرح آپؐ نے ایک مسلمان کے دِل میں ایمان کی شمع روشن کردی اور سب سے بڑھ کر آپ کی تعلیم سے انسان اس احساس سے روشناس ہوا کہ سارے نظاموں کی طرح ایک عظیم نظام خدا نے خود انسان کے اندر بھی رکھ دیا ہے کہ جب وہ بھٹکنے لگے تو اس کا ضمیر اسے الارم کے طور پر جگاتا ہے اور انسان کے دل و دماغ میں ایک جنگ برپا ہو جاتی ہے کہ یہ راہ غلط ہے، یہ راہ غلط ہے۔

بس یہی الارم ہے جو انتہائی ضروری ہے اگر اس کی ٹھک ٹھک پر انسان نہیں جاگتا تو پھر کبھی نہیں جاگتا۔

## اطلاعات اعلانات

### ختم قرآن

مکرم محمد ہارون سعید جرمنی اعلان کرواتے ہیں کہ میری بیٹی عزیزہ مدیحہ سعید نے سات سال چھ ماہ کے عرصہ میں قرآن پاک کا پہلا دور مکمل کیا ہے۔ بچی کے دادا کا نام محمد صادق اور نانا کا نام محمد کریم انور ہے۔ بچی محمد شریف مرحوم کی پڑپوتی اور ملک محمد دین خادم مرحوم کی پڑنواسی ہے۔ قارئین روزنامہ الفضل لندن آن لائن سے بچی کے نیک صالح خلافتِ احمدیہ کی اطاعت گزار اور قرآن کریم کی تعلیمات سمجھنے اور ان ہر عمل کرنے کے لئے دُعا کی خاص درخواست ہے۔

**(نوٹ۔ادارہ کی طرف سے عزیزہ مدیحہ سعید کو بہت بہت مبارکباد پیش ہے)**

ماسٹر احمد علی۔ کینیڈا

# بھلوال ضلع سرگودھا کے صحابہؓ حضرت مسیح موعودؑ

## مولانا حکیم نورالدین بھیرہ ضلع سرگودہا تحصیل بھلوال

حضرت مولانا حکیم نور الدین رضی اللہ تعالیٰ عنہ کسی تعارف کے محتاج نہیں آپؓ کی سوانح حیات سے متعلق دو کتابیں ہیں اور جماعتی لٹریچر میں بھی تفصیل موجود ہے۔ نیز خلیفۃ المسیح الاوّل ہونے کی حیثیت سے بھی سارا جگ آپؓ کو جانتاہے ۔

باقی ناموں کی فہرست یوں ہے

2۔ حکیم شیر محمد رانجھا ؓموضع چاوہ ضلع سرگودہا تحصیل بھلوال
3۔ مولوی نظام دینؓ موضع ادرحماں ضلع سرگودہا تحصیل بھلوال
4۔ مولوی محمد اسمٰعیلؓ ہلال پور ضلع سرگودہا تحصیل بھلوال
5۔ میاں خدا بخشؓ موضع کوٹ مومن ضلع سرگودہا تحصیل بھلوال

حضرت مسیح موعود و مہدی معہود علیہ السلام فرماتے ہیں :

وہی اس کے مقرب ہیں جو اپنا آپ کھوتے ہیں
نہیں راہ اس کی عالی بارگاہ تک خود پسندوں کو

گویا متکبر اور خود پسند بارگاہِ خداوندی تک حضوری کے لائق نہیں۔ عاجز اور منکسرالمزاج بندے ہیں مولا کریم کو پسند ہیں ۔

## حضرت حکیم شیر محمد رانجھاؓ
## موضع چاوہ تحصیل بھلوال

آپ کا گھر بھیرہ کے قریب ہی واقع ہے۔ موصوف حضرت مولانانورالدین ؓ کے ہم سبق اور ہم جولی ہیں۔

خاکسار نے آپؓ کی قبر ہجن کے ایک ابتدائی قبرستان میں دیکھی ہے 1955ء کی بات ہے ہجن میں اپنے دوست حکیم ولی محمد کے پاس بیٹھا تھا تو ولی محمد مذکور کے والد نے مجھے اشارہ سے بتایا وہ سامنے درخت کے نیچے آپ کے بزرگ حکیم شیر محمد رانجھا کی قبر ہے۔ اس بوڑھے شخص نے کہا ’’قبر کھودنے اور تیار کرنے میں میں خود شامل تھا‘‘ اور برادرم کرنل (ر) دلدار احمد سے بھی راقم الحروف نے ایک بار سنا ہے کہ حکیم شیر محمد رانجھا نے اکثر ہجن میں رہائش رکھی ہے۔ غالباً اپنی زرعی جائیداد کی نگرانی اور کاشت وغیرہ کے سلسلہ میں حکیم صاحب موصوف ؓ وہاں رہائش پذیر رہے ہیں۔ بقول دلدار احمد حکیم شیر محمد رانجھا موصوف بہت خوبصورت قد وقامت والی شخصیت اور باوقار تھے۔ دلدار صاحب کے ننھیال کے واسطہ سے حکیم شیر محمد رشتہ دار تھے۔ انہوں نے یہ بھی بتایا تھاکہ ہجن ہی کے ایک صاحب، معروف اور صاحب حیثیت آدمی نور محمد المعروف نورا ہجن نے اپنی بہن حکیم صاحبؓ کے عقد میں دے دی تھی۔ خاکسار ایک اور وسیلہ سے بھی حکیم صاحب موصوف ؓ سے متعارف ہے اپنے بزرگوں سے سنا ہے کہ شیر محمد ہجن سے ادرحماں اپنے بھائی مولوی نظام دینؓ سے ملنے آیا کرتے تھے۔

## مولوی نظام دینؓ
## موضع ادرحماں تحصیل بھلوال

نظام دین ؓ ادرحماں گاؤں کے استاد تھے ۔ اور امام الصلوۃ بھی تھے۔ پڑہار قبیلہ نے ہی اپنی ایک لڑکی ان کے عقد میں دے دی۔ گویا آپؓ موضع ادرحماں کے نواسہ اور داماد بھی تھے۔اللہ خالق و باری تعالیٰ نے ان کو دو بیٹے عطا فرمائے عبدالعلی اور شیر علی بڑے بیٹے عبد العلی کو نظام دین بھیرہ سے میٹرک کا امتحان پاس کرنے کے بعد علی گڑھ کالج میں داخلہ دلوایا اور چھوٹے شیر علی کو ایف سی کالج لاہور میں اعلیٰ تعلیم کے لئے داخل کروایا ۔ عبد العلی چونکہ حافظ قرآن مجید بھی تھے اس بنا پرحافظ مولوی عبدالعلی کے نام سے موسوم ہیں۔ ہم بزرگوں سے حافظ مولوی عبد العلی سنتے آئے ہیں۔ علی گڑھ کالج سے ہی قانون کی ڈگری ایل ایل بی حاصل کرنے کے بعد سرگودہا کچہریوں میں پریکٹس (وکالت)شروع کردی تھی۔ بقول مسعود احمد خاں دہلوی حافظ مرحوم نے شہر سرگودہا بلاک نمبر9سے پہلی احمدیہ مسجد تعمیر کروائی اور قریب اپنا گھر بنواکر رہائش پذیر ہو گئے تھے۔ دہلوی صاحب مرحوم و مغفور کہتے تھے کہ مسجد میں نمازوں کی امامت بھی خود ہی کرتے۔ بادل، بارش، سردی، گرمی موسم کیسا بھی ہوتا کچہریوں سے نمازوں کے اوقات میں مسجد پہنچ جانا آپ کا معمول تھا۔

حصول تعلیم کے دوران علی گڑھ ہی میں حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کو پہچان کر آپؑ کی بیعت ہو چکے تھے اور اپنے چھوٹے بھائی شیر علی کو بھی بذریعہ دلائل مرزا صاحب کی مہدویت و مسیحیت کے دعویٰ کی صداقت سے قائل کر لیا تھا۔ شیر علی نے ایف سی کالج لاہور سے بی اے کی ڈگری حاصل کرنے کے بعد خود بھی حضرت مرزا صاحبؑ کی زیارت کی خاطر قادیان تشریف لے گئے اور آپ کی بیعت کر لی تھی ۔ اپنی نیک نفسی اور عجز و انکسار کی بنا پر امام مہدی علیہ السلام سے ’’فرشتہ‘‘ کا لقب نصیب ہوا۔ اور مرشد کے حکم سے قرآن مجید کا انگلش زبان میں ترجمہ کرنے ایسے بیٹھے کہ اپنے گاؤں واپس آنا ہی بھلا دیا ۔

## حضرت محمد اسمٰعیلؓ
## موضع ہلال پور تحصیل بھلوال

آپؓ ایک عالم فاضل خانوادہ کے چشم و چراغ تھے۔ جب امام وقت کی زیارت کرنے قادیان حاضر ہوئے تو آپؑ کی زبانِ مبارک سے مولوی محمد اسمٰعیل فاضل ہلالپوری کا نام پایا اور امام الزمان کے ارشاد کی تعمیل میں قرآن شریف کا لفظی ترجمہ اردو زبان میں کرنے میں کامیابی نصیب ہوئی اور مدرسہ احمدیہ میں عربی پڑھانے کی خدمت بجالاتے رہے۔ ہم نے جماعت احمدیہ کے بعض معروف علماء کو فخر سے یہ کہتے سنا ہے کہ مولوی محمد اسماعیل فاضل ہلالپوری میرے استاد ہیں۔آپؓ کا قرآن مجید کا لفظی اردو ترجمہ بھی بہت مقبول ہوا۔ آپ کی ساری اولاد کسی نہ کسی رنگ میں خدمت دین بجا لاتے ہوئے جماعت احمدیہ میں جانے پہچانے افراد بن چکے ہیں مثلاً مولوی محمد احمد جلیل، مولوی عبد المجید فاضل معلم اصلاح و ارشاد۔ سب سے بڑے بیٹے حافظ عبدالحق نے اپنے گاؤں سے قریب ہی ایک گاؤں میں جا ڈیرہ ڈالا اور وہاں کی عوام کو قرآن مجید پڑھانا اور دین اسلام کی تعلیم دینی شروع کر دی۔

محترمہ استانی عارفہ آپؓ کی بیٹی نے محلہ دارلبرکات ربوہ میں احمدی مستورات کی تعلیم و تربیت میں نمایاں حصہ لیا ہے۔

## میاں خدا بخش گوندلؓ
## موضع کوٹ مومن تحصیل بھلوال

سینہ بہ سینہ روایت کے تحت سنا ہے کہ جب پنجاب میں طاعون کی وباءنے سر اٹھایا تو ان خدا بخش گوندل کی بغل میں گلٹی سی نمودار ہوئی تو علاج کی خاطر بھیرہ میں مشہور و معروف طبّی خاندان کے پاس علاج کی غرض سے بھیرہ پہنچے تو وہاں حضرت مولانا حکیم نور الدینؓ کے مطب میں حضرت مسیح موعودو مہدی موعودؑایک کا یہ پمفلٹ پڑ ا دیکھا اٹھا کر پڑھا تو لکھا تھا۔اِنِّی اُحَافِظُ کُلَّ مَنْ فِی الدَّارِ جو ہمارے گھرمیں داخل ہونگے وہ بچائے جائیں گے۔ پڑھ کر اس قدر متاثر ہوئے کہ حضرت اقدس علیہ السلام کی بیعت کر لی اور حضرت حکیم صاحبؓ کی وساطت سے بیعت کا خط بھی لکھ دیا ۔ شافی مطلق اللہ نے فضل فرمایا۔چند ہی دنوں میں بخار اتر گیا اور گلٹی بھی غائب ہوگئی ۔ موصوفؓ کا حضرت مرزا صاحبؑ کے دعویٰ کی صداقت پر ایمان پختہ ہو گیا۔ کوٹ مومن اپنی معاشرتی سنگلاخ زمین میں مشہور ہے۔یہاں کے باسی طبعاً متشدد مانے جاتے ہیں لیکن اسی ماحول سے اللہ تعالیٰ نے موصوفؓ کو شناخت کرنے میں رہنمائی فرمائی آپؓ زہد وتقویٰ میں ترقی کرتے کرتے نماز تہجد بھی ادا کرنے لگے اور تہجد ادا کرتے سجدہ کی حالت میں اللہ کے حضور حاضر ہوگئے۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیْہِ رَاجِعُوْنَ

اللہ تعالیٰ نے آپؓ کی اولاد میں سے دو بیٹوں میں گل محمد گوندل اور میاں محمد رشید گوندل کو استقامت اور استقلال سے جماعت احمدیہ سے وابستہ رکھا۔ یہاں خدابخش گوندلؓ کی نسل میں سے میاں محمد رفیق (ایم۔ اے)مع اپنی اولاد کے دامنِ احمدیت سے وابستہ ہیں اور میاں محمد رشید گوندل اور ان کی اولاد بھی اخلاص و وفا میں کسی سے کم نہیں ہیں اور آج کل امریکہ اور کینیڈا ایسے ترقی یافتہ ممالک میں مقیم ہیں۔ ماشاء اللہ

میاں خدا بخشؓ کی تقویٰ شعاری اور پاک تبدیلی، نیک نفسی سے متاثر ہو کر گوندل قبیلہ کے ایک معروف شخص بھی حضرت مرزا غلام احمدؑ کے دامن سے وابستہ ہوئے تھے اور ان کو بابو محمد بخش سگنلر کینال ریسٹ ہاؤس اُپی کی صحبت نے بھی متاثر کر رکھا تھا۔ ان کا نام ہے چوہدری بہادر خان گوندل ۔ ان صاحب نے اپنے زرعی رقبہ میں گاؤں کوٹ مومن سے باہر ہی اپنا گھر بنا کر اس میں رہائش رکھ لی اور چند مزارعین اور ملازمین کو بھی وہیں گھر بنا دیئے۔ یوں یہ ایک چھوٹی سی بستی آباد کر کے اس کا نام حویلی بہادر خان رکھا ہے۔ جو ساری گوندل برادری میں اسی نام سے مشہور ہے۔

میاں خدا بخش کی ایک پوتی عزیزہ رفعت بصیر کی زبانی معلوم ہوا کہ چوہدری بہادر خان حضرت مرزا غلام احمدؑ سے عقیدت اور اخلاص میں اسقدر ترقی کر چکے تھے کہ قادیان دارالامان میں بھی اپنا گھر تعمیر کرا لیا تھا۔ ہاں ایک بار پھر واپس ادرحماں اور ہلال پور چلے آئے ۔ حضرت مولوی نظام دین والد ماجد مولوی شیر علیؓ و حافظ مولوی عبد العلی کے احمدیت قبول کر کے جماعت احمدیہ میں شمولیت کا اعلان سن کر سارا گاؤں ادرحماں اما م الصلوٰۃ اور استاد موصوف کی پیروی میں جماعت احمدیہ میں شامل ہو گیااور یہاں ایک مضبوط دیہاتی جماعت وجود میں آئی۔اسی طرح حضرت مولوی محمد اسمٰعیل ہلالپوری کے قبول احمدیت سے متاثر ہو کر ہلال پور سے نون قبیلہ کا ایک معروف زمیندار جو گاؤں میں نمبردار بھی تھاحافظ عبد العزیز، بھی حضرت مرزا غلام احمد قادیانیؑ کی بیعت کرکے احمدی ہوئے۔عبدالسمیع نون ایڈوکیٹ سرگودہا انہی کے اکلوتے بیٹے تھے ۔ غریب طبقہ سے بھی چندافراد نےہلال پور میں احمدیت قبول کرلی۔ان میں سے ایک فرد شیر محمد آرائیں کو تو ہم نے خود بھی دیکھا ہوا ہے ۔ اکثر جمعہ پڑھنے اور عیدین کے مواقع پر ہمارے گاؤں ادرحماں آیا کرتے تھے۔ گویا مولوی محمد اسمٰعیلؓ اور مولوی نظام دینؓ کے فیضان سے ہلال پور اورادرحماں میں جماعتیں قائم ہوئی تھیں اور بفضلِ الٰہی آج تک قائم ہیں۔ الحمد للہ علی ذالك

یہ علم و عرفان کی مجالس یہ تیرے شیریں سخن کا حاصل
وہ جنوں ہیں وفاشعاروں کا گامزن صبح و شام ہونا

اللہ تعالیٰ ان بزرگان کو اپنے قرب میں اعلیٰ سے اعلیٰ مقام عطاء فرمائے اور ان کے فیوض و برکات سے قائم ہو نے والی جماعتوں سے بھی ایسے وفا شعاراور فیض رساں وجود پیدا کرتا رہے۔ آمین

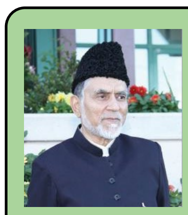

عبدالباسط شاہد۔یوکے

# اخلاص و محبت کی پُرانی یادیں

تاریخ احمدیت جلد 17کی اشاعت ہونے پر یہ مضمون لکھنے کی توفیق ملی۔ مرکز کی طرف سے تاریخ احمدیت جلد 17موصول ہوئی۔ اس گراں قدر اور قیمتی کتاب کو پا کر بہت خوشی ہوئی۔ یہ کہنا کسی طرح بھی مبالغہ نہ ہو گا کہ پوری کتاب مسلسل پڑھ ڈالی اور جب کتاب ختم کی تو صبح قریباًپانچ بجے کا وقت تھا ۔ اکثر واقعات چشم دید ہونے کی وجہ سے حضرت مصلح موعودؓ کا زمانہ آنکھوں کے سامنے آگیا۔آپؓ کے پُر شوکت خطاب رُوح آفریں تقاریر،آپؓ کی غیر معمولی قائدانہ صلاحیتیں، تبلیغ اسلام کی دُھن اور لگن وغیرہ۔ ان سطور کے لکھنے کا محرک مولانا ذوالفقار علی خان گوہر مرحوم مغفور کا ایک فقرہ ہوا۔ آپ اپنی خود نوشت سوانح یا بیعت کرنے کا واقعہ بیان کرتے ہوئے ایک پُرانے احمدی دوست سے ملاقات کا ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

”1900ءمیں اکتوبر میں تار پر حکم پہنچنے پر بھون گاؤں تحصیل میں نائب تحصیلدار ہو کر تین ماہ کے لئے گیا ۔ تحصیلدار مولوی تفضل حسین صاحب تھے (پُرانے احمدی دوست)، ہم دونوں کو جو خوشی حاصل ہوئی وہ ہر احمدی اندازہ کر سکتا ہے۔“

(تاریخ احمدیت جلد17صفحہ 375)

یہ سادہ سا فقرہ پڑھ کر میں ان کی خوشی کا اندازہ کرنے لگا اور عالم تصور میں حضرت مسیح پاک علیہ السلام کی اس چھوٹی سی،معمولی سی کچے پکے مکانوں اور ٹیڑھی میڑھی گلیوں والی بستی میں پہنچ گیا جسے دنیا قادیان کے نام سے جانتی ہے۔ یہ بستی جس سے انتہائی اخلاص اور پیار کی یادیں وابستہ ہیں۔اس بستی کے گلی کوچوں کی مرمت کے رضاکارانہ کام میں حضرت مصلح موعودؓ کو اپنے کندھوں پرمٹی ڈھونے کا نظارہ ابھی تک ذہن میں اس طرح تازہ ہے جیسے اس وقت بھی آنکھوں کے سامنے ہو۔ یہ بستی جس میں حضرت میر محمد اسمٰعیلؓ جیسا صوفی منش درویش رہتا تھا، جہاں حضرت مولانا شیر علیؓ جیسا فرشتہ صفت انسان دست باکار اور دل بایار کی مکمل تصویر بستا تھا۔ جہاں حضرت میر محمد اسحاقؓ جیسا عاشق رسول ، محدث و مفسر رہتا تھا ، وہ بستی جس میں علم معقول و منقول کا پہاڑ حضرت مولوی سرور شاہؓ رہتا تھا ۔ وہ بستی جس میں دعا اور ذکر حبیب کا متوالا حضرت مفتی محمد صادقؓ دھونی مارے ہوئے تھا ، ہاں وہی بستی جس میں کتنے ہی غریب طبع درویش ابوہریرہؓ صفت رہتے تھے جن کا اوڑھنا بچھونا عبادت، دعا اور تبلیغ تھی ۔ یہ فہرست تو بہت لمبی ہو جائے گی، مختصر طور پر اس بستی کا تعارف اس طرح بھی کرایا جا سکتا ہے کہ جہاں مسیح پاک علیہ السلام کی برکت سے منتخب روزگار افراد ہندوستان کے ہر کونے بلکہ بیرون ہندوستان سے بھی آکر جمع ہو گئے تھے مگر وہ سب ایک دوسرے کے ”بھائی جی“ تھے۔وہاں کوئی غیر نہیں تھا۔ہر بزرگ بابا جی یا میاں جی تھا۔ جہاں ہر خاتون مجسّم شرم و حیااور زہدو اتقاء،ماسی جی یا خالہ جی تھی۔وہاں کوئی اونچ نیچ نہیں تھی ۔وہاں عزت کا معیار علم اور تقویٰ تھا۔جہاں السّلامُ علیکم کی گونج ہوتی تھی ۔جہاں تلاوت قرآن کی آواز ہر گھر سے آتی تھی۔ یہ مختصر تعارف بھی مفصّل ہوتا جارہا ہے۔

ایسے حالات میں ایک اجنبی اور نئی جگہ دو احمدی بھائیوں کی باہم اچانک ملاقات کس قدر خوشی کا باعث ہوتی ہو گی ۔ اس کے لئے ایک واقعہ پیش خدمت ہے۔ ضلع جہلم میں ایک مشہور قصبہ دوالمیال کے نام سے مشہور ہے۔اس کی شہرت کی وجہ وہاں کے وطن عزیز کی فوج کے جیالے ہیں۔ہر گھر سے نوجوان بھرتی ہو کر بہادری اور جانبازی کی اعلیٰ مثالیں قائم کرنے والے اور بلندترین فوجی اعزازات حاصل کرنے والے۔اس دور دراز علاقہ میں احمدیت حضرت مسیح پاک علیہ السلام کے زمانہ میں پہنچ چکی تھی اور کسی صاحبِ دل احمدی نے پہاڑ کی بلندی پر بہت ہی موزوں جگہ پر اچھی فراخ اور وسیع مسجد تعمیر کروائی ہوئی تھی۔ اس مسجد میں منارة المسیح قادیان سے ملتا جلتا کسی قدر چھوٹا ایک مینار بھی ہے اور غالباً اسی وجہ سے علاقہ میں یہ قصبہ قادیان ثانی کے نام سے بھی جانا جاتا ہے۔اس مسجد میں بیٹھ کرہمارے بزرگ حضرت قاضی عبدالرحمانؓ دراز قد،صحت مند، فربہ جسم،مسکراتا ہوا چہرہ، نورانی داڑھی، مخلص اور فدائی نے خاکسار کو اپنا ایک پراناواقعہ سنایا۔ انہیں کی زبانی سنئے۔

جنگِ عظیم میں جب ہمیں برما بھجوانے کے لئے ایک خستہ حال مال بردار قسم کے جہاز میں سوار کیا گیا اور میں نے جہاز میں جا کر دیکھا کہ مسافر تو بہت زیادہ ہیں مگر نہ تو کوئی انتظام ہے اور نہ ہی ضروری سہولتیں میسّر ہیں اور اس سے بھی بڑھ کر مجھے یہ خیال ستانے لگا کہ میں غیر ملک میں جا رہا ہوں۔ میرے ساتھ کوئی بھی احمدی نہ ہو گا گویا باجماعت نماز بھی میسر نہ ہو گی ۔ درس قرآن و حدیث سننے کو نہ ملے گا ۔ ذکرِ حبیب اور ملفوظات سے بھی محروم رہوں گا ۔ان خیالات نے اتنا غلبہ کیا کہ میں نے جہاز کے ایک کونے میں جا کر نماز شروع کر دی ۔ نماز میں خوب رقت طاری ہوئی اور میں نے رو رو کر دعا کی کہ اے خدا! مجھے اکیلا نہ رہنے دینا۔دعا کر کے دل میں سکون سا پیدا ہوا ۔ کمرے سے باہر نکلا۔ ہجوم کا اس نظر سے جائزہ لیا کہ ان میں جو معقول صورت شریف آدمی نظر آئے، اس سے دوستی کی جائے،اسے تبلیغ کی جائے اور اس طرح جماعت سے محرومی کا ازالہ کیا جائے۔ کچھ دیر جائزہ لینے کے بعد میری نظر نے ایک صاحب کو منتخب کر لیا ۔ میں ان کے پاس جا کر بیٹھ گیا کچھ دیر ادھر ادھر کی باتیں ہوتی رہیں اور پھر میں نے گفتگو کو مذہبی اور تبلیغی رنگ دے دیا۔ مجھے خوشی ہو رہی تھی کہ وہ صاحب میری باتیں پوری توجہ اور دلچسپی سے سن رہے ہیں۔ کوئی گھنٹہ بھر باتیں ہوئی ہوں گی کہ وہ صاحب بڑے والہانہ انداز میں مجھ سے چمٹ گئے اور کہنے لگے کہ میں تو اللہ کے فضل سے احمدی ہوں آپ کی باتوں سے مزہ لے رہا تھا اس لئے فوراً ہی آپ کو نہیں بتایا تھا ۔

قاضی صاحب فرماتے ہیں کہ پھر ہماری نمازیں با جماعت شروع ہو گئیں۔ سلسلہ کی کچھ کتب ان کے پاس تھیں، کچھ میں بھی ساتھ لایا تھا۔ درس وغیرہ کا رُوح پرور اور ایمان افروز سلسلہ شروع ہو گیا۔

اپنے اسی سفر کے سلسلہ میں قاضی صاحب نے فرمایا کہ ہم اپنی روزمرہ کی خدمات اور ذمہ داریاں بجا لا رہے تھے زندگی کافی حد تک ایک معمول پر آ گئی تھی۔ کچھ عرصہ کے بعد ہم نے سنا کہ ہمارے یونٹ میں ایک مسلمان ڈاکٹر آ رہے ہیں۔ طبعاً سب مسلمانوں کو خوشی ہوئی کیونکہ اس زمانہ میں ڈاکٹر عام طور پر انگریز ہی ہوتے تھے یا پھر چند ہندو ڈاکٹر تھے، لہٰذا مسلمان ڈاکٹر کا بہت بے چینی سے انتظار ہونے لگا ۔ خدا خدا کر کے ڈاکٹر صاحب آئے۔ان کی شکل بالکل انگریزوں کی طرح تھی اور رُعب و دبدبہ بھی بہت تھا۔ایک روز ڈاکٹرصاحب کے اردلی نے مجھے بتایا کہ قاضی صاحب یہ ڈاکٹر تو کوئی عام آدمی نہیں ہے بلکہ کوئی ولی اللہ لگتا ہے۔ میں نے اسے رات تہجد میں اور دن کوتلاوت میں روتے ہوئے دیکھا ہے ۔ قاضی صاحب فرما تے تھے کہ اسے سن کر مجھے فوراً ہی یہ خیال آیا کہ ایسا نیک شخص تو احمدی ہونا چاہئے اور اگر یہ احمدی نہیں ہے تو اسے احمدی کرنا چاہئے۔ مگر فوجی ضوابط اور ڈاکٹر صاحب کے رعب کی وجہ سے کچھ پتہ نہیں چل رہا تھا کہ ڈاکٹر صاحب کس اعتقاد کے حامل ہیں۔تاہم اللہ تعالیٰ نے اس کی ایک صورت پیدا فرمائی۔

فوجیوں کی عام حاضری اور ڈیوٹی کی تقسیم کے وقت ایک فوجی نے بیماری کا عذر پیش کیا ۔ ضابطہ کے مطابق ضروری تھا کہ اسے فوری طور پر ڈاکٹر صاحب کے سامنے پیش کیا جائے۔اگر وہ اس کی بیماری کی تصدیق کریں تو اسے ڈیوٹی سے مستثنیٰ سمجھا جائے ورنہ بہانے بنانے کی سزا دی جائے۔اس غرض کےلئے میں نے مطبوعہ فارم پر کر کے اپنے دستخطوں کے بعد نمایاں طور پرAHMADI لکھ دیا اور اس سپاہی کو ایک دوسرے سپاہی کے ہمراہ ڈاکٹری معائنہ کے لئے بھجوا دیا۔ ان کو بھیج کر میں پوری وردی پہن کر ڈاکٹر صاحب کے پاس جانے کے لئے تیار ہو کر بیٹھ گیا کیونکہ میرا خیال تھا کہ اگر ڈاکٹر صاحب احمدی ہیں تو باہم محبت کی وجہ سے اور اگر احمدی نہیں ہیں تو مخالفت کی وجہ سے بہرحال مجھے ضرور طلب کریں گے ۔

حضرت قاضی صاحب فرماتے تھے کہ میں یہی سوچ رہا تھا کہ وہی سپاہی بھاگتا ہوا بہت گھبراہٹ کے عالم میں آیا اور کہنے لگا کہ قاضی صاحب نامعلوم آپ نے اس فارم میں کیا لکھ دیا تھا صاحب کو دیکھتے ہی غصہ آگیا اور اس نے آپ کو فوری طور پر طلب کیا ہے میں نے مسکراتے ہوئے اسے کہا کہ کوئی بات نہیں میں تو پہلے ہی ڈاکٹر صاحب کی ملاقات کے لئے تیار بیٹھا ہوں جب میں ڈاکٹر صاحب کے پاس پہنچا تو وہ اپنے بنگلے میں آرام کر رہے تھے ۔ چارپائی پر مچھر دانی لگی ہوئی تھی۔ وہاں لیٹے لیٹے بظاہر بڑے غصہ سے پوچھنے لگے کہ یہ فارم کس نے پر کیا تھا ؟ اس فارم پر کس کے دستخط ہیں؟ وغیرہ میرے یہ بتانے پر کہ یہ اس خاکسار کا ہی کام ہے۔ ڈاکٹر صاحب مچھر دانی کو ایک طرف کرتے ہوئے اٹھے اور مجھ سے معانقہ کر لیا ۔یہ قابلِ فخر ڈاکٹرحضرت میجر حبیب اللہ شاہؓ تھے۔

روزوں کے دن تھے ۔ ہماری نمازِ تراویح بھی ہونے لگی اور درس بھی باقاعدگی سے ہونے لگا۔خاکسار حضرت ذوالفقار علی خان گوہر مرحوم کے فقرہ پر ہی ان متفرق یادوں کو ختم کرتا ہے کہ اس غیر متوقع اچانک ملاقات پر قاضی صاحب اور شاہ صاحب کو جو خوشی حاصل ہوئی ہو گی اس کا اندازہ ہر احمدی کر سکتا ہے۔

## زمانے کو محمد ﷺ کی قیادت کی ضرورت ہے

جہاں دیکھو کدورت ہے، بغاوت ہے عداوت ہے
زمانے کو محمدؐ کی قیادت کی ضرورت ہے
انہیں کا بول بالا ہے انہیں کا دین فطرت ہے
مکمل قول ہے ان کا ، یہی اکمل شریعت ہے
بہت ظاہر ہوئے اہلِ بصیرت اہلِ عالم میں
مگر زندہ جہانوں میں محمدؐ کی رسالت ہے
محمدؐ کی جلالی شان ثابت ہے شیاطیں پر
یہی ہے سایہء رحمت، یہی ان کی کرامت ہے
انہیں سے چاند تاروں میں کرن تخلیق ہوتی ہے
انہیں سے کہکشاؤں میں انوکھی سی بصارت ہے
رہی جاری زمانے میں رہے گی ان کی فیاضی
زبانوں پر انہیں کے نام کی ہر آن مِدحت ہے
محمدؐ ہی مصدق ہیں سبھی پہلے رسولوں کے
انہیں کی سب رسولوں پر لگی مہرِ نبوت ہے
وہی اول وہی آخر وہی باطن وہی ظاہر
وہی محمود و حامد ہیں انہیں کی شان و عظمت ہے
مبشر ہیں مذکر ہیں وہی سیّد مکرم ہیں
محمدؐ سے مسلمانوں کو امیدِ شفاعت ہے
محافظ بن کے جب مہدیؑ زمانے کا امام آئے
مرا کہنا سلام اُس کو محمدؐ کی نصیحت ہے
ہے مانا جس نے مہدیؑ کو وہی مومن صداقت پر
منوؔر اب فقط اس کے ہی حصے میں شہادت ہے

(منوؔر احمد کنڈے۔انگلینڈ)

## عبادت میں لذت

یُسَبِّحُوْنَ الَّیْلَ وَالنَّھَارَ لَا یَفْتُرُوْنَ (الانبیاء:21)

ترجمہ:رات دن اس کی یاد میں لگے رہتے ہیں اور وہ کاہلی نہیں کرتے۔

حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ فرماتے ہیں:

لایفترون۔تھکتے نہیں۔کسی عابد سے پوچھا کہ تم عبادت سے تھکتے نہیں تو اس نے کیا خوب جواب دیا کہ سانس لینے، پھپھ مارنے سے تھکتے ہو۔مطلب یہ ہے کہ سانس لینے سے انسان کوراحت حاصل ہوتی ہے۔ایسا ہی عابد انسان کے جسم میں جب عبادت رچ بَس جاتی ہے تو پھر عبادت سے اس کو راحت حاصل ہوتی ہے اور وہ تھکتا نہیں بلکہ لذّت اٹھاتا ہے۔

انجینئر محمود مجیب اصغر

## میں بخیل نہیں ہوں

تقوی یہی ہے یارو کہ نخوت کو چھوڑ دو
کبر و غرور و بخل کی عادت کو چھوڑ دو

جب ہم ٹی آئی کالج ربوہ میں داخل ہوئے تو اس دور کے محبوب پرنسپل حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب نے اپنے استقبالیہ ایڈریس میں کامیاب زندگی کے لئے تین سادہ سی نصائح فرمائیں

1. محنت
2. دعا
3. حسد نہیں کرنا

بد قسمتی سے دنیا میں ایک دوسرے کو نیچا دکھانے کے لئے بعض لوگ حسد اور بخل سے کام لیتے ہیں اور خود محنت کرنے کی بجائے دوسروں کے لئے رکاوٹیں کھڑی کرتے رہتے ہیں اور بعض اہم کام نہیں ہونے دیتے۔

حضرت حافظ مرزا ناصر احمد صاحب کو جب خدا تعالیٰ نے مسند خلافت پر متمکن فرمایا تو آپ نے 1976ء کے جلسہ سالانہ ربوہ پر اپنے افتتاحی خطاب میں فرمایا:

’’میں بخیل نہیں ہوں میں یہ نہیں کہتا کہ ہمارے جتنی تمہیں خدمت کی توفیق ملے۔میں یہ کہتا ہوں کہ تمہیں مجھ سے بڑھ کر توفیق ملے خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانیاں دینے کی اور مجھ سے زیادہ تم اس کے فضلوں کے وارث بنو۔‘‘

آپ کا یہ فقرہ ہمیشہ میرے ذہن میں گونجتا رہتا ہے اور یہ دعا اور خواہش رہتی ہے کہ ہمارے بچے علم اور عمل کے میدان میں ہم پر سبقت لے جائیں۔

اور ہم سے زیادہ اللہ تعالیٰ کے فضلوں کے وارث بنیں اور بہتر رنگ میں دین و دنیا کی خدمت کرنے والے ہوں۔

راجہ اطہر قدوس۔نائیجیریا

## کھجور سے افطار کے فوائد

کھجور سے روزہ افطار کرنے میں یہ حکمت پوشیدہ ہے کہ کھجور غذائیت سے بھرپور پھل ہے۔اس سے جسمانی توانائی حاصل ہوتی ہے۔روزے سے جسمانی توانائی میں کمی ہو جاتی ہے اور اس وقت ایسی غذا کی ضرورت ہوتی ہے جس کے کھانے سے جسم کی توانائی بحال ہو جائے۔اس صورت میں کھجور توانائی اور شکر کی کمی کو پورا کرنے کا بہترین ذریعہ ہے۔کھجور کا تذکرہ اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر مختلف حوالوں سے فرمایا ہے۔اسی طرح احادیث میں بھی کھجور کی افادیت، غذائی اہمیت اور طبّی فوائد بیان کئے گئے ہیں۔

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم (مغرب) کی نماز سے پہلے چند تر کھجوروں سے روزہ افطار فرماتے تھے۔اگر تر کھجوریں بروقت میسر نہ ہوتیں تو خشک کھجوروں (چھوہاروں) سے افطار فرماتے تھے اور اگر خشک کھجوریں بھی نہ ہوتیں تو چند گھونٹ پانی پی لیتے تھے۔

(ترمذی، السنن، ابواب الصوم، باب ما جاء ما یستحب علیہ الإفطار، 2 : 73، رقم : 696)

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے اس عمل کو اگر سائنسی نقطۂ نگاہ سے دیکھا جائے تو معلوم ہوتا ہے کہ جب ہم کھجور سے افطاری کرتے ہیں تو اس کی مٹھاس منہ کی لعاب دار جھلی میں فوری جذب ہو کر گلوکوز میں تبدیل ہو جاتی ہے جس سے جسم میں حرارت اور توانائی بحال ہو جاتی ہے۔اس کے برعکس اگر تلی ہوئی یا مرغن چٹخارے دار چیزیں استعمال کی جائیں تو اس سے معدے میں حدت اور کثرتِ تیزابیت کے باعث سینے کی جلن اور بار بار پیاس لگتی ہے۔جس سے Digestive Enzymes تحلیل ہو جاتے ہیں جو معدے کی دیواروں کو کمزور کرتے ہیں اور تبخیر کا سبب بنتے ہیں جبکہ کھجور سے افطاری کرنے کی صورت میں نہ تو معدے پر بوجھ پڑتا ہے اور نہ ہی معدے میں Hydrochlooricacid کی زیادتی ہو کر تبخیر کی صورت پیدا ہوتی ہے۔علاوہ ازیں کھجور میں بے شمار طبّی فوائد ہیں مثلًا بلغم اور سردی کے اثر سے پیدا ہونے والی بیماریوں سے بچاتی ہے۔ضعفِ دماغ رفع کرتی ہے اور نسیان کو دور کرتی ہے۔قلب کو تقویت و فرحت بخشتی ہے اور بدن میں خون کی کمی یعنی anemia کو دور کرتی ہے۔گردوں کو قوت دیتی، امراض تنفس میں بالعموم اور دمہ میں مفید و مؤثر ہے۔

عربوں میں ایک پرانی کہاوت ہے کہ سال میں جتنے دن ہوتے ہیں اتنے ہی کھجور کے استعمال اور فوائد ہیں۔

روحان احمد۔غانا

# طہارت و پاک دامنی

إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ (البقرۃ: 223)

ترجمہ: یقیناً اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں سے محبت کرتا ہے اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔

اسلام سے قبل مذہب کے معنی ہی پلید، غلیظ، گندا اور میلا رہنے کے سمجھے جاتے تھے۔ہندوؤں، یہودیوں اور عیسائیوں کی تاریخ پڑھ لیں بعض پنڈت اور پادری تو اس لئے بزرگ اور عالی منصب سمجھے جاتے تھے کہ ان کی امتیازی علامت یہ تھی کہ تیس چالس سال سے انہوں نے غسل نہیں کیا تھا، ناخن نہیں کاٹے یا کپڑے نہیں بدلے تھے۔ غرض رسول ہاشمی ﷺ کا ظہور ایسے وقت میں ہوا جبکہ سارا جہان غلاظت اور گندگی میں ڈوبا پڑا تھا ۔ آپ ﷺ کو خدا تعالیٰ نے ایسے ماحول میں مبعوث فرمایا جہاں گندگی اور آلودگی کا نام مذہب اور غلاظت کا نام نیکی تھا۔ اور آپ ﷺ کے مبارک وجود کے آنے کا ایک اہم مقصد ایسے جھوٹے اور غلیظ تصورات کو اس عالم سے ختم کرنا تھا۔

اسلام ہی وہ مذہب ہے جس نے پاک دامنی اور طہارت سے آشنائی بخشی بانی سلسلہ احمدیہ حضرت مرزا غلام احمدؑ فرماتے ہیں کہ ’’انسان کی دوحالتیں ہوتی ہیں۔ جو شخص باطنی طہارت پر قائم ہونا چاہتا ہے وہ ظاہری پاکیزگی کا بھی لحاظ رکھے۔ پھر ایک دوسرے مقام پر اللہ تعالیٰ فرماتا ہے، إِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ التَّوَّابِينَ وَيُحِبُّ الْمُتَطَهِّرِينَ یعنی جو لوگ باطنی اور ظاہری پاکیزگی کے طالب ہوں میں ان کو دوست رکھتا ہوں۔ ظاہری پاکیزگی باطنی طہارت کی ممّد اور معاون ہے....اس لئے ہر مسلمان کے لئے لازم ہے کہ کم از کم جمعہ کے دن ضرور غسل کرے، ہر نماز میں وضو کرے ، جماعت کھڑی ہو تو خوشبو لگائے‘‘۔ (ملفوظات جلد اول صفحہ 164)

جیسا کہ درج بالا آیت میں ذکر ہو چکا ہے کہ یقیناً اللہ کثرت سے توبہ کرنے والوں اور پاک صاف رہنے والوں سے محبت کرتا ہے۔یہاں خدا تعالیٰ نے ہماری اس اصل کی طرف توجہ دلائی ہے جس کو مدِ نظر رکھتے ہوئے آپ ﷺ فرماتے ہیں۔ الطُّهُورُ نِصْفُ الْإِيمَانِ کہ پاکیزگی نصف ایمان ہے۔ (صحیح مسلم 534)

اور ساتھ ہی آپ ﷺ نے یہ بھی فرمایا الطُّهُورُ شَطْرُ الْإِيمَانِ کہ ایمان کی شرط ہی پاکیزگی ہے۔ (صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ)

غرض کہ انسان جتنا مرضی تواب بننے کی کوشش کرلے اور مطہر نہ ہو تو ایمان ہرگز ہرگز مکمل نہیں ہو سکتا یہاں تک کہ طہارت حاصل کر لے اور اس آیت میں جیسے کہ الْمُتَطَهِّر کا کلمہ آیا ہے، جس سے مراد یہ ہے کہ ہر وقت پاک دامنی، نفاست اور صفائی اختیار کرنے کی جدوجہد میں لگے رہنا۔ یہ بات ہمیں اپنے پیارے آقاو مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کے اس مقدس اقوال کی طرف متوجہ کرتی ہے کہ

الْفِطْرَةُ خَمْسٌ أَوْ خَمْسٌ مِنَ الْفِطْرَةِ الْخِتَانُ وَالِاسْتِحْدَادُ وَنَتْفُ الْإِبْطِ وَتَقْلِيمُ الْأَظْفَارِ وَقَصُّ الشَّارِبِ (صحیح البخاري، کتاب اللباس)

پانچ چیزیں فطری ہیں، ختنہ کرنا، زیرناف بالوں کا صاف کرنا، مونچھوں کا کتروانا ، ناخن کٹوانا، اور بغل کے بالوں کو صاف کرنا۔

نبی پاک ﷺ کی اپنی صفائی کا یہ حال تھا کہ آپ ﷺ فرماتے ہیں ’’اگر مجھے اپنی امت یا لوگوں کی تکلیف کا خیال نہ ہوتا تو میں ہر نماز کے لئے ان کو مسواک کا حکم دیتا۔‘‘

(صحیح بخاری حدیث نمبر 887)

خالقِ دو جہاں آپ ﷺ سے فرماتا ہے۔ وَثِيَابَكَ فَطَهِّرْ (المدثر:5) اور جہاں تک تیرے کپڑوں (یعنی قریبی ساتھیوں) کا تعلق ہے تُو (انہیں) بہت پاک کر۔

حضرت مصلح موعودؓ اس آیت کی تفسیر میں فرماتے ہیں کہ ’’یہاں آپ ﷺ کو ربانی حکم ہے کہ لوگوں کو بتلا کہ گندگی اور غلاظت کے ساتھ خدا نہیں ملتا بلکہ انسان کا ذہن کند ہو جاتا ہے اور وہ خداتعالیٰ سے دور ہو جاتا ہے‘‘۔ (سیرِ روحانی صفحہ 450)

انسان ظاہری پاکیزگی کے بغیر روحانیت کا اعلیٰ مقام حاصل نہیں کر سکتا اسی وجہ سے ہر نماز سے پہلے وضو رکھا گیا ہے اور اس کی فرضیت کے بارے آپ ﷺ فرماتے ہیں ۔

لَا تُقْبَلُ صَلَاةٌ بِغَيْرِ طُهُورٍ

(صحیح مسلم، کتاب الطہارۃ)

وضو کے بغیر کوئی نماز نہیں۔ نبی پاک ﷺ کو صفائی کا اس قدر اہتمام تھا کہ حضرت سلمان فارسیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا جو شخص جمعہ کے دن غسل کرے اور خوب اچھی طرح سے پاکیزگی اختیار کرے اور تیل استعمال کرے یا گھر میں جو خوشبو میسر ہو استعمال کرے پھر نمار جمعہ کے لئے نکلے اور مسجد میں پہنچ کر دو آدمیوں کے درمیان گھس کر نہ بیٹھے۔ پھر جتنی ہو سکے نفل نماز ادا کرے اور جب امام خطبہ شروع کرے تو خاموشی سے سنے تو اس کے اِس جمعہ سے لے کر دوسرے جمعہ تک سارے گناہ معاف کردئے جاتے ہیں۔(صحیح بخاری کتاب الجمعہ)

نبی پاک ﷺ نےنہ صرف نہانے کا حکم دیا بلکہ ہر ایک چیز کی صفائی کا حکم دیا۔آپ ﷺ نے مکانوں کی صفائی کا ارشاد فرمایا۔ راستوں کی صاف رکھنے کی تلقین کی اور اپنے خیالات و افکار کی صفائی کے حوالے سے ،آپ ﷺ فرماتے ہیں۔

قَالَ إِيَّاكُمْ وَالظَّنَّ فَإِنَّ الظَّنَّ أَكْذَبُ الْحَدِيثِ وَلَا تَحَسَّسُوا وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا تَنَاجَشُوا وَلَا تَحَاسَدُوا وَلَا تَبَاغَضُوا وَلَا تَدَابَرُوا وَكُونُوا عِبَادَ اللّٰهِ إِخْوَانًا (صحیح البخاري، کتاب الادب)

تم بدگمانی سے بچو اس لئے کہ بدگمانی سب سے زیادہ جھوٹی بات ہے اور کسی کے عیوب کی جستجو نہ کرو اور نہ اس کے عیوب کی ٹوہ میں لگے رہواور ایک دوسرے کو دھوکہ نہ دو اور نہ حسد کرو اور نہ بغض رکھو اور نہ کسی کی غیبت کرو اور اللہ کے بندے، بھائی بھائی بن جاؤ۔حضرت مسیح موعودؑ اپنی جماعت کو نصیحت کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

’’میں اس وقت اپنی جماعت کو جو مجھے مسیح موعود مانتی ہے خاص طور پر سمجھاتا ہوں کہ وہ ہمیشہ ان ناپاک عادتوں سے پرہیز کریں۔ مجھے خدا نے جو مسیح موعود کر کے بھیجا ہے اور حضرت مسیح ابن مریم کا جامہ مجھے پہنادیا ہے اس لئے میں نصیحت کرتا ہوں کہ شر سے پرہیز کرو اور نوع انسان کے ساتھ حقِ ہمدردی بجالاؤ۔ اپنے دلوں کو بغضوں اور کینوں سے پاک کروکہ اس عادت سے تم فرشتوں کی طرح ہوجاؤ گے۔ کیا ہی گندہ اور ناپاک وہ مذہب ہے جس میں انسان کی ہمدردی نہیں اور کیا ہی نا پاک وہ راہ ہے جو نفسانی بغض کے کانٹوں سے بھرا ہے۔ سو تم جو میرے ساتھ ہو ایسےمت ہو...یہی وہ بات ہے جو قرآنِ شریف میں خداتعالیٰ فرماتا ہے۔ قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى یعنی وہ نفس نجات پاگیا جو طرح طرح کے میلوں اور چرکوں سے پاک کیا گیا‘‘۔

(روحانی خزائن جلد 17، گورنمنٹ انگریزی اور جہاد، صفحہ 14-15)

حضرت مصلح موعودؓ فرماتے ہیں ۔

’’رسول کریم ﷺ نے آکر کایا پلٹ دی ، مذہب کا نام غلاظت سمجھا جاتا تھا محمد رسول ﷺ نے مذہب کا نام صفائی رکھ دیا‘‘

(سیرِ روحانی صفحہ 468)

دعا ہے کہ خدا تعالیٰ ہم سب کو پاکدامنی ، پاکیزگی اور نفاست اپنانے کی توفیق عطا فرمائے اور اس خوش قسمت گروہ میں شامل ہونے کی توفیق دے جن کے متعلق خداتعالیٰ فرماتا ہے قَدْ أَفْلَحَ مَنْ تَزَكَّى (الاعلیٰ: 15) یقیناً وہ کامیاب ہوگیا جو پاک ہوا۔ آمین

## یوں ہی عقیدت ومحبت رقم نہیں ہوتی

کریں گے ہم وہ ہی تو جو ہمیں رسولؐ کہیں
ہماری زندگی کا بس یہی اصول کہیں

یہ پھول خوشبو ہمارے لئے تو کچھ بھی نہیں
یہ دنیا والے ہمیں طیبہ کی دھول کہیں

شہہ لولاکؐ ازل سے دیوانے چاہتے ہیں
در حبیبؐ پہ سر رکھ کے اپنی بھول کہیں

خدا کے فضل سے کلمہ عطا ہوا ایسا
ہر اک خیال کو رحمت کا ایک پھول کہیں

یوں ہی عقیدت ومحبت رقم نہیں ہوتی
جو نعت لکھے دیا اس کو بس نزول کہیں

سعدیہ مبارکہ۔فیجی

مرزا سلطان احمد

# 1953ء کی کارروائی کا ایک اہم حصہ پوشیدہ کیوں ؟

6 مارچ 1953ء کا دن پاکستان کی تاریخ کا ایک المناک دن تھا۔پاکستان کو دنیا کے نقشے پر نمودار ہوئے ابھی 6سال مکمل نہیں ہوئے تھے کہ ملک ایک سنگین بحران میں پھنس چکا تھا۔ لاہور کی سڑکوں پر فسادیوں کا راج نظر آ رہا تھا۔ حکومت کی مشینری جام کی جا رہی تھی۔ سڑکوں پر کئی گاڑیوں سے شعلے بلند ہو رہے تھے ۔ عمارتوں کو آگ لگائی جا رہی تھی۔ ریل گاڑیوں کو روک دیا گیا تھا۔ غنڈے بدمعاش لوٹ مار کر رہے تھے۔ احمدیوں کی دکانوں اور گھروں پر حملے ہو رہے تھے ۔ انہیں شہید کیا جا رہا تھا۔ پولیس کہاں غائب تھی؟ صوبے کی حکومت کیا کر رہی تھی ؟ سب خاموش تماشائی بنے ہوئے تھے ۔ پنجاب کے وزیر اعلیٰ ممتاز دولتانہ کچھ سالوں سے فسادات کو قابو کرنے کی بجائے ان کو ہوا دیتے رہے تھے۔

آج اس ڈرامے کا آخری دن تھا۔ وہ پاکستان کی مرکزی حکومت کو مکمل طور پر دیوار سے لگا چکے تھے۔ اب یہی لگ رہا تھا کہ انہیں ہیرو بننے سے کوئی نہیں روک سکتا ۔ فسادیوں کے مطالبات تھے کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے ۔چوہدری ظفر اللہ خان صاحب کو وزیر خارجہ کے منصب سے ہٹایا جائے اور احمدیوں کو کلیدی آسامیوں سے برطرف کیا جائے۔

## ممتاز دولتانہ کا مطالبہ

اُس وقت پاکستان کا دارالحکومت کراچی تھا۔ وزیر اعظم خواجہ ناظم الدین اپنے آپ کو بے بس محسوس کر رہے تھے۔ ملک کی کابینہ کا اجلاس جاری تھا کہ وزیر اعلیٰ ممتاز دولتانہ کا فون موصول ہوا کہ اگر فوری طور پر احمدیوں کے خلاف مطالبات منظور نہ کئے گئے تو رات تک لاہور راکھ کا ڈھیر بن چکا ہو گا۔ ممتاز دولتانہ کو یقین تھا کہ اب وزیر اعظم کو جھکنا پڑے گا اور وہ خود ایک ہیرو کے طور پر ابھر کر سامنے آئیں گے۔ایک ایسا ہیرو جس نے مرکزی حکومت پر دباؤ ڈال کر مطالبات تسلیم کرائے اور ملک کو تباہی سے بچا لیا۔

وزیر اعظم نے سراسیمگی کی حالت میں اپنے وزراء کی طرف دیکھا۔ اچانک دو وزراء نے جھنجلا کر کہا کہ یہ کیسی حکومت ہے جو امن بھی قائم نہیں رکھ سکتی؟ اور فیصلہ ہوا کہ لاہور میں جنرل اعظم خان صاحب سے رابطہ کیا جائے ۔ ان کی طرف سے جواب آیا کہ حالات تو خراب ہیں لیکن چند گھنٹے میں قابو بھی کئے جا سکتے ہیں۔اور پھر لاہور میں مارشل لاء لگا دیا گیا اور واقعی چند گھنٹوں میں لاہور میں فسادات پر قابو بھی پالیا گیا۔

## تحقیقاتی عدالت کا قیام اور کارروائی

ان فسادات نے جن المیوں کو جنم دیا وہ ایسے نہیں تھے جنہیں آسانی سے فراموش کر دیا جائے۔چنانچہ دو جج صاحبان پر مشتمل تحقیقاتی عدالت قائم کی گئی تاکہ یہ جائزہ لیا جا سکے کہ ان فسادات کا ذمہ دار کون تھا؟ چنانچہ اسی سال اس عدالت نے کارروائی شروع کی۔ یہ تحقیقاتی عدالت جسٹس کیانی اور جسٹس منیر پر مشتمل تھی ۔ تحقیقاتی عدالت کی طویل کارروائی میں بہت سے پہلوؤں کا جائزہ لیا گیا۔ خفیہ ریکارڈ طلب کیا گیا اور بیسیوں گواہ عدالت میں پیش ہوئے۔اس مضمون میں صرف ایک اہم پہلو کے بارے میں حقائق بیان کئے جائیں گے۔

## مسلم کی تعریف کا مسئلہ

جج صاحبان نے جب جماعت احمدیہ کے مخالفین کے مطالبات کا جائزہ لینا شروع کیا تو ان میں سے پہلا مطالبہ یہ تھا کہ احمدیوں کو غیر مسلم اقلیت قرار دیا جائے ۔ جج صاحبان نے فیصلہ کیا کہ پہلے یہ طے کرنا ضروری ہے کہ ہم کس کو مسلم کہہ سکتے ہیں یا دوسرے الفاظ میں مسلم کی تعریف کیا ہے؟ جب یہ تعریف طے ہوجائے گی تو پھر ہی یہ فیصلہ ہو سکے گا کہ کون مسلمان ہے اور کون نہیں ہے۔جج صاحبان نے مسلمان کی تعریف معلوم کرنے کے لئے ان علماء سے جو کہ اب تک جماعت احمدیہ کے خلاف تحریک چلا رہے تھے یہ سوال کیا کہ آخر مسلم کی تعریف کیا ہے؟ آپ کس شخص کو مسلم کہہ سکتے ہیں؟ اس بارے میں تحقیقاتی عدالت کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ

"جب صورت حال یہ ہے تو مملکت کو لازماً کوئی ایسا انتظام کرنا ہو گا کہ مسلم اور غیر مسلم کے درمیان فرق معین ہو سکے ۔اور اس کے نتائج پر عملدرآمد کیا جا سکے ۔ لہٰذا یہ مسئلہ بنیادی طور پر اہم ہے کہ فلاں شخص مسلم ہے یا غیر مسلم اور یہی وجہ ہے کہ ہم نے اکثر ممتاز علماء سے یہ سوال کیا ہے کہ وہ مسلم کی تعریف کریں ۔ اس میں نکتہ یہ ہے کہ اگر مختلف فرقوں کے علماء احمدیوں کو کافر سمجھتے ہیں تو ان کے ذہن میں نہ صرف اس فیصلے کی وجوہ بالکل روشن ہوں گی بلکہ وہ مسلم کی تعریف بھی قطعی طور پر کر سکیں گے کیونکہ اگر کوئی شخص دعویٰ کرتا ہے کہ فلاں شخص یا جماعت دائرہ اسلام سے خارج ہے تو اس سے لازم آتا ہے کہ دعویٰ کرنے والے کے ذہن میں اس امر کا واضح تصور موجود ہو کہ مسلم کس کو کہتے ہیں ۔تحقیقات کے اس حصے کا نتیجہ بالکل اطمینان بخش نہیں نکلا۔ اور اگر ایسے سادہ معاملے کے متعلق بھی ہمارے علماء کے دماغوں میں اس قدر ژولیدگی موجود ہے تو آسانی سے تصور کیا جا سکتا ہے کہ زیادہ پیچیدہ معاملات کے متعلق ان کے اختلافات کا کیا حال ہو گا۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت مقرر کردہ زیر پنجاب ایکٹ 2 1954ء برائے تحقیقات فسادات پنجاب 1953ء ص231، 232)

مختصر یہ کہ ہر عالم نے مسلم کی جو تعریف کی وہ دوسرے سے مختلف تھی۔ اور 1953ء کے فسادات برپا کرنے والوں کا بنیادی مطالبہ یہ تھا کہ چونکہ احمدی اُن کے نظریہ ختم نبوت کو تسلیم نہیں کرتے ، اس لئے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دینا چاہئے۔لیکن سوائے ایک صاحب کے جنہوں نے مسلمان ہونے کے لئے یہ شرط رکھی تھی کہ وہ آنحضرت ﷺ کو خاتم النبیین تسلیم کرتا ہو ، کسی اور عالم نے مسلمان ہونے کے لئے یہ شرط نہیں بیان کی کہ ایک شخص کے لئے مسلمان کہلانے کے لئے ضروری ہے کہ وہ ان کے نظریہ ختم نبوت پر یقین رکھتا ہو۔علماء نے مسلم کی جو مختلف تعریفیں بیان کی تھیں ان کو سن کر عدالت نے یہ تبصرہ کیا۔

"ان متعدد تعریفوں کو جو علماء نے پیش کی ہیں۔پیش نظر رکھ کر کیا ہماری طرف سے کسی تبصرے کی ضرورت ہے؟ بجز اس کے کہ دین کے کوئی دو عالم بھی اس بنیادی امر پر متفق نہیں ہیں۔ اگر ہم اپنی طرف سے مسلم کی کوئی تعریف کردیں جیسے ہر عالم دین نے کی ہے اور وہ تعریف اُن تعریفوں سے مختلف ہو جو دوسروں نے پیش کی ہیں تو ہم کو متفقہ طور پر دائرہ اسلام سے خارج قرار دیا جائے گا اور اگر ہم علماء میں سے کسی ایک کی تعریف کو اختیار کرلیں تو ہم اُس عالم کے نزدیک تو مسلمان رہیں گے لیکن دوسرے تمام علماء کی تعریف کی رو سے کافر ہو جائیں گے۔"

(رپورٹ تحقیقاتی عدالت مقرر کردہ زیر پنجاب ایکٹ 2 1954ء برائے تحقیقات فسادات پنجاب 1953ء ص235، 236)

## علماء کا شکوہ

ویسے تو جماعت احمدیہ کے مخالفین نے اس رپورٹ کی بہت مخالفت کی لیکن انہیں خاص طور پر اس حصہ پر شدید اعتراض تھا۔ان کا کہنا تھا کہ یہ ایک اہم سوال تھا اور تحقیقاتی عدالت نے انہیں جواب کے لئے وقت نہیں دیا۔ جواب دینے والے علماء پر واضح نہیں تھا کہ ان سے مسلمان کی قانونی تعریف پوچھی جا رہی ہے۔ بعض نے تو یہاں تک الزام لگایا کہ جسٹس منیر بعض علماء سے پُرانا بدلہ لے رہے تھے۔ وہ پہلے ہی سے علماء کے مخالف تھے ۔اور ان کو مرعوب کرنے کی کوشش کر رہے تھے۔ وغیرہ وغیرہ۔

(The Ahmadis and the politics of religious exclusion in Pakistan by Ali Usman Qasmi p 120.125)

جیسا کہ ہم جانتے ہیں کہ تحقیقاتی عدالت کی شائع ہونے والی رپورٹ تو ساری کارروائی کا خلاصہ ہے۔اصل کارروائی جس میں مکمل ریکارڈ محفوظ کئی ہزار صفحات پر مشتمل ہے۔ ایک فریق ہونے کی حیثیت سے جماعت احمدیہ کو اس کی کاپی دی گئی تھی ۔ اور اب ملک کی ایک یونیورسٹی کی طرف سے اس کا ریکارڈ انٹرنیٹ پر مہیا کیا جا چکا ہے۔اب ہم یہ جائزہ لے سکتے ہیں کہ ان الزامات کی حقیقت کیا تھی؟

## اصل حقائق کیا تھے؟

جب میں نے اس پہلو سے رپورٹ کے بعض حصوں کا جائزہ لیا تو یہ اہم پہلو سامنے آئے ۔

1. اس کارروائی میں جب کوئی گواہ یہ محسوس کرتا تھا کہ وہ کسی سوال کا فوری طور پر جواب نہیں دے سکتا تو وہ یہ کہہ دیتا تھا کہ وہ مشورہ کر کے بعد میں جواب دے گا۔یا یہ کہہ دیتا تھا کہ اسے اس وقت اس بات کا علم نہیں ہے۔لیکن جب جج صاحبان نے یہ سوال کیا کہ مسلم کی تعریف کیا ہے تو ان علماء نے جو اسی وقت جواب دینا چاہتے تھے دے دیا۔انہوں نے اس کے جواب کے لئے کوئی وقت نہیں مانگا تھا۔
2. جج صاحبان تمام علماء سے یہ سوال کر رہے تھے ۔ اور تمام علماء کی گواہی ایک ہی دن نہیں ہوئی تھی بلکہ مختلف دنوں میں ہوئی تھی۔ بعض علماء کی گواہی دوسرے علماء سے ایک ماہ بعد ہوئی تھی۔ اگر یہ تسلیم کر لیا جائے کہ پہلے روز جن سے سوال کیا گیا وہ جواب دینے کے لئے تیار نہیں تھے تو کم ازکم جن علماء کی گواہی بعد کے دنوں میں تھی ان کو تو پہلے سے ہی علم تھا کہ یہ سوال کیا جائے گا۔اس لئے یہ عذر صحیح نہیں لگتا کہ چونکہ سوال

اچانک کیا گیا اس لئے صحیح جواب نہیں دیا گیا۔

## علماء کا ایک دوسرے کو کافر قرار دینا

اصل قابل ذکر بات یہ ہے کہ کسی وجہ سے جسٹس کیانی صاحب اور جسٹس منیر صاحب نے اپنی رپورٹ میں سے اصل کارروائی کے بعض ایسے حصے شامل نہیں کئے تھے یا حذف کر دیئے تھے جن کی اشاعت کے نتیجے میں گواہی دینے والے کئی علماء بہت بڑی مشکل میں پڑ سکتے تھے۔ان علماء نے یہ گواہی تو دی تھی کہ ان کے نزدیک احمدی کافر اور غیر مسلم ہیں لیکن عدالتی کارروائی کے دوران یہ تکفیر اس سے بہت آگے بڑھ گئی تھی اور ان علماء نے جو ایک دوسرے کے ساتھ مل کر یہ تحریک چلا رہے تھے ایک دوسرے کو بھی کافر قرار دینا شروع کر دیا تھا۔ اس کی چند مثالیں پیش ہیں۔

1. 3 ستمبر 1953ء کو صدر جمعیت العلماء پاکستان سید ابوالحسنات قادری صاحب بحیثیت گواہ نمبر 13 عدالت میں پیش ہوئے۔انہوں نے اہل حدیث کو کافر قطعی قرار دیا اور کہا کہ ایک ایسا فتویٰ بھی موجود ہے کہ دیوبندی بھی کافر قطعی ہیں اور ایک اور فتویٰ میں شیعہ احباب کو فقہی کافر قرار دیا گیا ہے۔
2. عبد الحامد بدایونی صاحب نے کہا کہ میں تو ہر دیوبندی کو کافر نہیں سمجھتا لیکن بعض علماء نے ان میں سے بعض کو کافر قرار دیا ہے۔
3. 21۔اکتوبر 1953ء کو مولانا محمد علی کاندھلوی صاحب گواہ نمبر 76 کی حیثیت سے عدالت میں پیش ہوئے اور انہوں نے حلفیہ گواہی دی کہ میرے نزدیک معتزلہ اور اہل قرآن کافر ہیں۔
4. گواہ نمبر 17 مولوی شفیع دیوبندی صاحب تھے۔جج صاحبان نے دریافت کیا کہ کیا آپ کو علم ہے کہ احمد رضا خان بریلوی صاحب نے اور سید محمد احمد قادری صاحب نے دیوبندیوں کو کافر قرار دیا ہے۔پہلے انہوں نے کہا کہ یہ فتویٰ غلط ہے اور غلط خیالات کی بناء پر دیا گیا ہے ۔ پھر جج صاحب کے ایک سوال کے جواب میں کہا کہ ایک حدیث کا مطلب یہ ہے کہ جو کسی مسلمان کو غلط کافر قرار دے وہ خود کافر ہو جاتا ہے۔
5. اسی طرح جماعت اسلامی کے مولانا طفیل محمد صاحب 14۔اکتوبر 1953ء کو گواہی کے لئے پیش ہوئے ۔جب ان سے سوال کیا گیا کہ وہ اہل قرآن کو کیا سمجھتے ہیں تو پہلے انہوں نے ان کے عقائد سے لاعلمی کا اظہار کیا۔ جب جج صاحب نے کہا کہ اگر وہ سنت اور حدیث پر یقین نہیں کرتے ۔ اس پر انہوں نے کہا پھر تو میں انہیں کافر سمجھوں گا۔

حقیقت یہ تھی کہ کسی وجہ سے جسٹس کیانی صاحب اور جسٹس منیر صاحب نے کارروائی کا بہت بڑا حصہ اپنی رپورٹ میں شامل نہیں کیا تھا ۔ اگر کارروائی کا یہ حصہ اس وقت شائع ہوجاتا تو جماعت احمدیہ کے مخالفین کو بہت بڑا دھچکا پہنچ سکتا تھا ۔ کیونکہ اس سے یہ ظاہر ہوتا تھا کہ جو مخالفین جماعت 1953ء میں ایک دوسرے سے مل کر تحریک چلا رہے تھے ان میں سے کئی ایک دوسرے کو بھی کافر قرار دے رہے تھے۔میرا خیال ہے کہ ان علماء کو ان جج صاحبان سے ناراض ہونے کی بجائے ان کا مشکور ہونا چاہئے۔

زبیر خلیل خان۔جرمنی

# ضیاء الحق شمس (کچھ یادیں کچھ باتیں)

یکم اپریل 1960ء کو پیدا ہونے والے مکرم ضیاء الحق شمس صرف 38 سال کی عمر میں 3 اگست 1998ء کو یو کے کے جلسہ میں بھر پور شرکت کر نے کے بعد واپس آتے ہوئے اپنے علاقہ میں ہی صبح 2 سے 3 بجے کے درمیان ایک کار حادثہ کے نتیجہ میں اللہ کے حضور حاضر ہو گئے۔ وہ خود تو ملک راہی عدم کو پدھارے جب کہ پیچھے رہ جانے والے پسماندگان اور جاننے والے دوستوں کو بہت ہی سوگوار کر گئے۔ لیکن کیا کیا جائے کیونکہ مشیت ایزدی کے آگے سر تو جھکانا پڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان سے محبت کا سلوک فرمائے اور اپنے قرب میں جگہ دے۔ آمین

حضرت خلیفۃ المسیح رابع رحمہ اللہ نے اپنے اگست 1998ء کے خطبہ جمعہ میں اس حادثہ کا ذکر بڑے دکھ بھرے انداز میں کیا۔ کچھ لوگ اس دنیا میں گو وقت تو تھوڑا گزارتے ہیں لیکن اپنی خوبیوں کی وجہ سے وہ ارد گرد کے ماحول پر بہت گہرا اثر چھوڑ جاتے ہیں۔ شمس صاحب کی شخصیت بھی کچھ ایسی ہی خوبیوں کی مالک تھی۔ بظاہر ایک سادہ سی شخصیت لیکن اندر سے کتنی گہری اس کا اندازہ ان کے ساتھ قریب سے کام کرنے والوں کو ہی ہو سکتا ہے۔ 1987ء سے لے کر اپنی وفات تک شمس صاحب کو جماعتی خدمات کی نمایاں توفیق ملتی رہی۔ خاکسار کو جب پہلے انچارج بازنین سیل، بعد ازاں نیشنل سیکریٹری تربیت برائے نو مبائعین اور نیشنل سیکریٹری تبلیغ مقرر کیا گیا تو محترم شمس صاحب اس سارے عرصہ میں اپنی جماعت ڈوزل ڈارف کے صدر اور ریجن نارڈ رائین کے سیکریٹری تبلیغ کی حیثیت سے بہت ہی مؤثر اور مفید رنگ میں خدمات بجا لاتے رہے۔ خاکسار کو ان کے ساتھ کام کرتے ہوئے ان کی بے شمار خوبیوں کا پتہ چلا۔ آپ انتہائی عاجزانہ اور سادہ طبیعت کے مالک تھے۔ کوئی بھی جماعتی کام ہوتا تو ہر دوسری چیز کو بھول کر جماعت کے کاموں کی تکمیل میں لگ جاتے اور جب تک کام مکمل نہ ہوتا ان کو چین نہ آتا۔ سادہ سی طبیعت کے باوجود مؤثر رنگ میں جماعتی تبلیغی کاموں کی تکمیل ان کے ساتھ کام کرنے والوں کو ورطہ حیرت میں ڈال دیتی تھی۔خاص کر انتہائی کامیاب تبلیغی نشستیں منعقد کرانے میں ان کو خاص ملکہ حاصل تھا۔ وہ زیر تبلیغ احباب کی بڑی تعداد کو تبلیغی میٹنگز میں شمولیت کے لئے کیسے قائل کر لیتے تھے یہ اللہ ہی بہتر جانتا ہے۔ شاید اللہ کو ان کا خلوص اور دیوانگی بہت بھاتی تھی۔ ان کی دیوانگی دیکھتے ہوئے ان پر حضرت مصلح موعود رضی اللہ کا یہ شعر بالکل فٹ ہوتا تھا کہ

عاقل کا یہاں پر کام نہیں وہ لاکھوں بھی بے فائدہ ہیں
مقصود میرا پورا ہو اگر مل جائیں مجھے دیوانے دو

وہ جماعتی خدمت کے میدان میں واقعی ایک دیوانے کی حقیقی تصویر تھے۔ان کی خدمت کے دور میں ان کا ریجن نارڈ رائین تبلیغ کے میدان میں جرمنی بھر میں بہت ہی نمایاں رہا۔ خاص طور پر بلقان ممالک کی جنگ کی وجہ سے ان ممالک کے مہاجرین میں جماعت کا پیغام پہنچانے میں محترمی شمس صاحب کا بہت ہی بڑا حصہ ہے۔ البانین اور بازنین بولنے والے افراد کے ساتھ انہوں نے بے شمار میٹنگز کا انتظام کرایا ۔ جس کے نتیجہ میں اس وقت بلقان ممالک سے تعلق رکھنے والوں نے ہزاروں کی تعداد میں جماعت میں شمولیت بھی اختیار کی اور پھر انہی احمدی ہونے والوں میں سے بعض نے واپس جا کر اپنے ممالک میں نہ صرف احمدیت کو قائم رکھا بلکہ جماعت کے پیغام کو اپنے ہم وطنوں تک بھی پہنچایا۔

ایک مرتبہ ان کے علاقہ میں البانین اور بازنین بولنے والوں کے ساتھ تبلیغی نشست کا پلان تھا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ میٹنگ میں شمولیت کے لئے بایرن کے علاقہ سے روانہ ہو چکے تھے۔ خاکسار کو ان کا فون آیا اور بتلایا کہ میٹنگ کے لئے مخصوص ہال اب کسی وجہ سے نہیں مل رہا ۔ ایک ہی صورت ہے کہ ایک معمولی سے لاگر یعنی اسٹور ہاؤس میں اس میٹنگ کو کرایا جائے۔ حضور انور رحمہ اللہ سے اجازت لے کر ان کو اسٹور ہاؤس میں ہی پروگرام کرنے کی ہدایت کی گئی۔ البانین زبان کے ماہر ڈاکٹر ذکریا خان صاحب کو لانے کے لئے مرحوم سبحان طارق صاحب کی ڈیوٹی لگی جبکہ بازنین زبان کی ماہر آرینا آرناتو وچ کو محترم انیس دیالگڑھی صاحب لینے چلے گئے۔ پروگرام ختم ہونے پر یہ میٹنگ محض اللہ کے فضل سے حاضری، سوال و جواب اور بیعتوں کے نقطہ نظر سے جرمنی کی بہترین میٹنگ قرار پائی۔ محترمی شمس صاحب نے اس معمولی اسٹور کو اپنی انتھک محنت اور دیوانگی کے جذبہ کے تحت صرف چند گھنٹوں میں ایک بہترین ہال میں تبدیل کر دیا۔ میٹنگ کے بعد حضور انور رحمہ اللہ نے ان سے پوچھا کہ یہ جگہ کسی لحاظ سے بھی اسٹور ہاؤس تو نہیں لگ رہی۔ آنکھوں میں خلیفہ وقت کی محبت اور احترام کی روشنی کی عکاسی کرتے ہو اتنی ہی سادگی اور عاجزی سے کہنے لگے! حضور آپ اللہ والے ہیں آپ کی دعاؤں اور برکت کی وجہ سے یہ سماں بندھ گیا ہے ورنہ ہماری کیا حیثیت ہے۔ حضور انور رحمہ اللہ نے ان کے جذبہ خدمت کی بہت تعریف کی اور بہت زیادہ اظہار خوشنودی فرمایا۔

اپنی جماعتی خدمات کے دوران ان کو جب بھی کسی پروگرام کو کرانے یا کسی اور خدمت کے لئے کہا جاتا تو کبھی بھی دوسری بات نہ کرتے اور کہتے کہ بے فکر ہو جائیں انشا اللہ ہو جائے گا اور واقعی کر کے بھی دکھاتے۔ جماعتی خدمات کی سعادت کے لحاظ سے یہ اپنے وقت کے ایک بہترین خادم سلسلہ تھے۔ اللہ تعالیٰ ان کو بہترین جزاء سے نوازے اور ان کی اولاد کو بھی اپنے والد کی نیکیوں کو قائم رکھنے اور نمایاں جماعتی خدمات کی توفیق دے۔ آمین

## آج کی دعا

لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ لَهٗ، لَهُ الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ، وَهُوَ عَلٰى كُلِّ شَىْءٍ قَدِيْرٌ۔اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ وَ سُبْحَانَ اللّٰهِ وَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ، اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِىْ۔

ترجمہ: اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔وہ ایک ہے۔اس کا کوئی شریک نہیں۔سب بادشاہت اور تعریف اسی کی ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے۔سب تعریف اسی کی ہے۔وہ پاک ہے۔اس کے سوا کوئی معبود نہیں ۔اور اللہ سب سے بڑا ہے۔سب قوت و طاقت اسی کو حاصل ہے۔ اے اللہ! مجھے بخش دے۔

یہ پیارے رسول کریم حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی حمد باری اور بخشش کی نہایت پیاری ،جامع دعا ہے۔حضرت عبادہؓ بن الصامت بیان کرتے ہیں کہ جو شخص رات کو اچانک اٹھے تو یہ دعائیہ کلمات پڑھ کر کوئی دعا کرے تو خدا تعالیٰ اسے قبول فرماتا ہے۔ (قدسیہ محمود سردار)

DAILY LONDON
ALFAZL
ONLINE

www.alfazlonline.org
@alfazlonline
@alfazlonline
ONLINE EDITION
Download on the App Store
ANDROID APP ON Google play

اپنے مضامین، آرٹیکلز، نظمیں اور آراء
درج ذیل ذرائع میں سے کسی ایک پر بھجوائیں
0044 74 9378 5065
0044 79 5161 4020
info@alfazlonline.org

ماخوذ

ابوحمدان

# کورونا وبا اور خوراک انڈسٹری کا بحران

کورونا وبا کی وجہ سے خوراک کی انڈسٹری میں پیدا ہونے والے بحران اور اس کے معیشت پر پیداہونے والے اثرات پر ایک مفصل تجزیہ قارئین کی خدمت میں پیش ہے۔

## ڈیری انڈسٹری

کافی شاپ اور دیگر ہوٹلوں کی بندش سے دودھ کی انتہائی خطرناک حد تک فراوانی ہو چکی ہے۔ امریکی ڈیری فارمز ایسوسی ایشن کے مطابق اس وبا کی وجہ سے راستوں کی بندش اور دیگر مشکلات کے سبب روزانہ تقریباً 14ملین لیٹر دودھ ضائع ہو رہا ہے۔ یہی حال برطانیہ کا ہے جہاں ہر وقت ضائع ہونے والے دودھ کا تخمینہ تقریباً5 ملین لیٹر ہے۔

## فصلوں کے وسیع پیمانہ پر ضیاع کا اندیشہ

موجودہ عالمی وباکے تناظر میں ہر چیز کی بندش اور خوراک کی سپلائی میں خاطر خواہ کمی کی وجہ سے پیداوار کرنے والے اداروں میں اس وقت اشیاء کی بھرمار ہے۔ امریکی جریدہ نیویارک ٹائمز نے پولٹری سے منسلک ایک شخص کا احوال بیان کیا ہے، جس کے مطابق روزانہ تقریباً ساڑھے 7 لاکھ انڈے تلف کرنے پڑ رہے ہیں۔ اسی طرح انڈیا میں موجود چائے کے کاشتکار بھی اسی خطرہ سے دو چار ہیں۔ اب تک دارجیلنگ چائے کی بھی پیداوار کافی حد تک متاثر ہو چکی ہے۔یہی صورتحال رہی تو کافی نقصان کا اندیشہ ہے۔

## کام کرنے والوں کی تعداد میں کمی

Self Isolation کی بار بار تشہیر اور ترویج کی وجہ سے ایک طرف تو خوراک کی سپلائی کی بندش کا سامنا ہے تو وہیں کھیتوں اور مختلف ملوں اور فیکٹریوں میں کام کرنے والوں کی تعداد میں خاطر خواہ کمی بھی خطرہ سے کم نہیں۔ گزشتہ دنوں جرمنی نے گندم کی کٹائی کے پیش نظر ہنگامی بنیاد پر پولینڈ اور رومانوی مزدوروں کو ملک میں آنے کی اجازت دی ہے۔ علاوہ گندم کی کٹائی کے ، یہ مزدور اسٹرابری اور مارچوپ کی فصل کاٹنے میں مدد ہوں گے۔

## خریداری کے تناسب میں واضح فرق

وبا کی وجہ سے لوگوں کے اشیاء خریدنے کے انداز میں کافی نمایاں فرق ابھرنے لگا ہے۔ حالیہ سروے کے مطابق گزشتہ چند ہفتوں میں برطانیہ میں آٹا خریدنے کی طرف از حد رجحان پایا گیا ہے، جس کی سب سے بڑی وجہ لوگوں کا گھروں میں محصور ہوتا اور بیکنگ کی طرف توجہ ہونا ہے۔ اسی طرح فرانسیسی سروے کے مطابق وہاں کے باشندے تازہ اور قدرتی خوراک کی زیادہ خریداری کرنے لگ گئے ہیں۔ جس کی بڑی وجہ صحت مند خوراک کی طرف توجہ مرکوز ہونا ہے۔ واضح رہے کہ پہلے بازار اور سپر مارکیٹیں وغیرہ سب بند کروادی گئی تھیں۔ البتہ اب ناگزیر حالات اور ضرورت کے پیش نظر انہیں سوشل ڈسٹانس کی پالیسی کے مطابق دوبارہ کھولنے کی مشروط اجازت مل گئی ہے۔

## مشروبات کی مدت میعاد

مختلف کلب اور کیفے وغیرہ میں استعمال ہونے والی مشروبات کی تاریخ میعاد زیادہ نہیں ہوتی، اس لئے اکثر بار اور کیفے وغیرہ میں موجود یہ سب مواد لاک ڈاؤن کے اختتام اور حالات نارمل ہونے تک خراب ہونے کا اندیشہ ہے۔ البتہ !

## امید سحر

جہاں اکثریت ایشیا میں بحران نظر آرہا ہے وہاں یہ بات بھی امید سے کم نہیں کہ امریکہ میں گزشتہ سال کی نسبت مالٹے کی فروخت میں 38 فی صد تک اضافہ دیکھا گیا ہے۔ جس کی وجہ اس پھل کا قوت مدافعت بڑھانا ہے۔ اور یہ بات فلوریڈا اور برازیل کے مالٹے کے کاشتکاروں کے لئے ایک خوش آئند ہے۔

(ماخوذ ازبی بی سی/13۔اپریل2020ء)
https://www.bbc.com/news/world-52267943

# ایڈیٹر کی ڈاک

## تاثرات۔آراء۔تجاویز

**مکرم اے۔آر۔بھٹی لکھتے ہیں۔**

30۔اپریل کا شمارہ نظر کے سامنے ہے افریقہ ڈائری اور آداب تلاوت قرآن کریم تلاوت کا حق کیا ہے اور دیگر تحریرات بھی پیش نظر ہیں۔آپ کی طرف سے یہ ہمیں بہترین تحفہ ہیں۔اللہ تعالیٰ جزائے خیر دے۔آمین

کورونا کے بارہ میں آگاہی بہت اچھی ہے اگر افریقن ملکوں کی پاپولیشن، مساجد، ہسپتال،اسکولز ،تعداد افراد جماعت اور دیگر اہم معلومات ان ملکوں کے بارہ میں دے دیں۔ تو اچھا ہو گا اللہ تعالیٰ ہمیں بہترین خدمت کی توفیق دے۔آمین

پیارے حضور کو خدا تعالی صحت و تندرستی والی لمبی زندگی عطا فرمائے۔ آمین

رمضان میں خاکسار کو اپنی دعاؤں میں یاد رکھئے گا۔

**مکرمہ شائستہ ساجد لکھتی ہیں۔**

ہم باقاعدگی سے روزنامہ الفضل لندن آن لائن کا مطالعہ کرتے ہیں۔تمام آرٹیکلز لاجواب ہوتے ہیں۔سن سے علم و عرفان میں بہت اضافہ ہوتاہے۔میں اس کواپنے جاننے والوں میںshare کرتی ہوں۔ اللہ تعالیٰ روزنامہ الفضل لندن آن لائن کو ترقیات سے نوازے۔آمین

**مکرم خالد اقبال لکھتےہیں۔**

ماشااللہ بہت اچھا اخبار ہے۔ گھروں میں رونقیں بڑھ گئی ہیں۔ ہم سب ایک خاندان ہیں اور یہ اخبار ہمیں ہم سب کے حالات سے آگاہی دیتا ہے۔ نیز روزانہ نئے معارف ملتے ہیں۔ اندھیرے کمرہ میں روشنی بھر گئی ہے۔ اور آن لائن الفضل تو اب UPSکا درجہ رکھے گاجو کبھی اندھیرا نہیں ہو نے دے گا انشااللہ۔ تمام قارئین الفضل کی خدمت میں اسلام علیکم و دعا کی درخواست۔

**مکرم نصرت قدسیہ وسیم لکھتی ہیں۔**

30۔اپریل کا الفضل قرآن پاک کے متعلق نہایت علمی و معلوماتی دلچسپی سے بھرا ہوا ہے ۔ ایسا گمان ہوا کہ نہایت قیمتی موتیوں کی مانند مضامین ہیں۔ دعاہے۔کہ خدا تعالیٰ ایڈیٹر صاحب اور لکھنے والوں پر اپنی بہت ساری برکتیں اور فضل نازل فرمائے آمین ثم آمین

| 6مئی2020ء | وقت سحر | وقت افطار |
|---|---|---|
| مکہ مکرمہ | 04:27 | 18:48 |
| مدینہ منورہ | 04:20 | 18:53 |
| قادیان | 04:07 | 19:12 |
| ربوہ | 03:48 | 18:54 |
| اسلام آباد ٹلفورڈ | 02:50 | 20:33 |